علمی، فکری اور نظریاتی جدوجہد کا امین

نقیبِ طلبہ

اسلام آباد

MSO

News Letter

جلد نمبر 16 | مئی، جون 2023 | شمارہ نمبر 3

فہرست مضامین

	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
1	درس قرآن وحدیث	ادارہ	1
2	یوم تکبیر!!! عزم وہمت اور عہد و پیماں	ادارہ	3
3	علم کی اہمیت	دانیال حسن چغتائی	4
4	سیدالشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ	شاہد فاروق آزاد	6
5	پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے	میاں محمود الحسن بالاکوٹی	7
6	حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے جہادی کارنامے	ابن یاسین وہاڑی	9
7	سیرت النبی کوئز	ادارہ	12
8	آج نبوت محمدی پر الحادودہریت کا حملہ ہے	سید ابوالحسن ندویؒ	14
9	صوبائی کنونشن، شمالی پنجاب	عتیق الرحمن	17
10	صوبائی کنونشن، سندھ	حسن عتیق	18
11	تربیتی کنونشن، ضرورت اہمیت، اہداف	مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن	19
12	اسلام کے معلم اول	توصیف خالد	22
13	کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے؟	عبدالروف چوہدری	24
14	روشنی	سید اعجاز عباسی	26
15	معلم اعظم کا طریقہ تعلیم	ابن عبدالوحید میر	28
16	اور کارواں بنتا گیا	ادارہ	30

چیف ایڈیٹر
میاں محمود الحسن

ایڈیٹر
عبدالرؤف چوہدری

مجلسِ مشاورت

مولانا جہان یعقوب
(ایڈیٹر اخبار المدارس کراچی)

مولانا عبدالقدوس محمدی
(مذہبی سکالر)

سمیع ابراہیم
سینیئر اینکر پرسن و پریزیڈنٹ بول نیوز

رانا طاہر محمود
سینیئر تجزیہ نگار، سابق ایڈیٹر اے آر وائی

عبداللہ حمید گل

متین خالد
(مصنف و مؤلف)

عبدالستار اعوان
(صحافی و کالم نویس)

عظمت علی رحمانی
(کالم نگار و صحافی)

خاور چوہدری
(کالم نگار)

فیصل جاوید خان
(صحافی)

مولانا عبدالرازق

عبدالباسط غفران

مجلسِ ادارت

شہزاد احمد عباسی

دانش مراد

مولانا محمد احمد معاویہ

مفتی تنویر احمد اعوان

قانونی مشیر

ملک مظہر جاوید ایڈووکیٹ
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

نیاز اللہ خان نیازی
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

سرکولیشن مینیجر عمر فاروق

قیمت فی شمارہ -/60 روپے صرف

naqeebetalaba.isb@gmail.com

+92 311 4233952

@Naqeeb_tulaba

Disigned by: Shakir Online Designing Shop

درس قرآن

حج کے چند متعین مہینے ہیں، چنانچہ جو شخص ان مہینوں میں اپنے او پر حج لازم کر لے تو حج کے دوران نہ کوئی فحش بات کرے نہ کوئی گناہ نہ کوئی جھگڑا، اور تم جو کوئی نیک کام کرو گے اللہ اسے جان لے گا، (حج کے سفر میں) زادراہ ساتھ لے جایا کرو کیونکہ بہترین راہ تقوی ہے، اوراے عقل والو! میری نافرمانی سے ڈرتے رہو۔

(سورہ بقرہ)

درس حدیث

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی کو فریضۃ الحج کی ادائیگی میں کوئی ظاہری ضرورت یا کوئی ظالم بادشاہ یا روکنے والی بیماری نہ روکے اور وہ پھر بھی حج نہ کرے اور ویسے ہی مرجائے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا عسائی ہو کر تو اللہ تعالی کو اس کی کوئی فکر نہیں۔ (مشکوۃ المصابیح)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آ جاؤ کریں مدحت سرکار مدینہ
مل جائیں سیہ کار کو اَنوار مدینہ

مسموم، گناہوں سے مرے قلب و نظر ہیں
کردار کے معمار ہیں اَفکار مدینہ

محشر میں اگر مجھ سے کوئی پوچھے، تو کہہ دوں
بے کس تو نہیں، میرے ہیں اَبرار مدینہ

اخلاق میں، کردار میں، ثانی نہیں ان کا
صورت میں بھی یکتا ہیں وہ شہ کار مدینہ

دعوائے محبت ہے تو سیرت پہ عمل ہو
کوشش پہ بھی مل جاتے ہیں اَسرار مدینہ

گنبد کے نظارے کا اثر ہے کہ ابھی تک
شاکر کے تصور میں ہیں شہوار مدینہ

شاکر فاروقی

اے کہ ترے بیان میں نغمۂ صلح و آشتی

اے کہ ترے جلال سے ہل گئی بزمِ کافری
رعشہء خوف بن گیا رقصِ بتانِ آذری
خشک عرب کی ریگ سے لہر اٹھی نیاز کی
قلزم حسن ناز میں اُف رے تری شناوری
اے کہ ترا غبارِ راہ تابش روئے ماہتاب
اے کہ ترا نشانِ پا، نازش مہر خاوری
اے کہ ترے بیان میں نغمہء صلح و آشتی
اے کہ ترے سکوت میں خندہء بندہ پروری
اے کہ ترے دماغ پر جنبش پر تو صفا
اے کہ ترے خمیر میں کاوش نور گستری
چھین لیں تو نے مجلس شرک و خودی سے گرمیاں
ڈال دی تو نے پیکر لات و ہبل میں تھرتھری
تیرے قدم پہ جبہہ سا روم و عجم کی نخوتیں
تیرے حضور سجدہ ریز چین و عرب کی خودسری
تیرے کرم نے ڈال دی طرحِ خلوص و بندگی
تیرے غضب نے بند کی رسم و رہِ ستمگری
لحن سے تیرے منتظم پست و بلند کائنات
ساز سے تیرے منضبط گردشِ چرخ چنبری

علامہ محمد اقبال

اداریہ

یوم تکبیر!!!
عزم و ہمت اور عہد و پیماں

عزم وہمت اور قوت ایمانی سے سرشار اہلیان پاکستان 28 مئی 2023 کو اپنا 25واں یوم تکبیر منانے جارہے ہیں 28 مئی نہ صرف پاکستان بلکہ تمام اسلامی ممالک اور پوری امت مسلمہ کے لیے اعزاز وفخر کا دن ہے کہ جب اسلامی جمہوریہ پاکستان دنیا کی ساتویں اور اسلامی دنیا کی پہلی ایٹمی طاقت بن کر ابھرا اور پوری دنیا کو پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو بادل ناخواستہ قبول کرنا پڑا۔ 28 مئی کے تاریخی دن پاکستان نے پانچ ایٹمی دھماکے کر کے اپنے دشمن ملک بھارت کے غرور کو خاک میں ملا دیا تھا اور اس کے خوابوں کو چکنا چور کر دیا تھا۔ چاغی میں ہونے والے ان دھماکوں کی قوت بھارت کے 43 کلوٹن کے مقابلے میں 50 کلوٹن تھی۔ بھارت نے 11 مئی 1998 کو "فشن" (ایٹم بم) تھرمونیوکلیئر (ہائیڈروجن) اور نیوکران بموں کے دھماکوں کے بعد پاکستان کی سالمیت اور آزادی کے لیے خطرات پیدا کر دیے تھے اور علاقے میں طاقت کا توازن تبدیل ہونے سے بھارت کے جارحانہ عزائم کی تکمیل کی راہ ہموار ہوگئی تھی۔ پاکستانی عوام کے علاوہ عالم اسلام کے پاکستان دوست ممالک کی طرف سے بھی یہ دباؤ ڈالا جارہا تھا کہ پاکستان بھی اپنی ایٹمی طاقت کا مظاہرہ کر کے بھارت کو منہ توڑ جواب دے۔ ایک طرف اہلیان پاکستان اور عالم اسلام کی امنگیں تھی تو دوسری جانب عالمی دباؤ تھا کہ پاکستان کسی صورت بھی اپنی ایٹمی طاقت کا مظاہرہ نہ کرے۔ کیونکہ پاکستان کے اس اقدام کو امریکہ اور یورپ کی تائید حاصل نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ امریکی صدر کلنٹن، برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر اور جاپانی وزیراعظم موتو نے یہ دباؤ ڈالا کہ اگر پاکستان یہ دھماکے کرے گا تو اس کے خلاف سخت ترین پابندیاں عائد کر دی جائیں گی لیکن اس وقت کے وزیراعظم میاں نواز شریف نے تمام تر دباؤ مسترد کرتے ہوئے ایٹمی طاقت کا مظاہرہ کر کے دشمن کی نیندیں حرام کر دیں۔ 28 مئی کے ایٹمی دن کو جب قومی سطح پر منانے کے لیے اس دن کا نام تجویز کرنے کی باقائدہ مہم چلائی گئی تو انٹرنیشنل علامہ اقبال یونیورسٹی کے ڈاکٹر شاہد اقبال نے اس دن کا نام "یوم تکبیر" تجویز کیا جو مقتدر حلقوں میں انتہائی پسند کیا گیا اور سراہا گیا۔ پاکستان کو ایٹمی طاقت بنانے میں بنیادی کردار ادا کرنے والے محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان اگرچہ آج ہم میں نہیں، وہ اس دار فانی سے ابدی جہاں کی طرف کوچ کر گئے لیکن وطن عزیز کا بچہ بچہ محسن پاکستان سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتا ہے اور محسن پاکستان کا نام سنتے ہی اس کا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے کہ اہلیان پاکستان کو اللہ تعالی ایک ایسا گوہرِ نایاب عطا فرمایا تھا کہ جس نے وطن عزیز کی بقا وسلامتی کے لیے کئی گنا زیادہ ملنے والی پیشکش کو وطن عزیز کے تحفظ کے لیے پاؤں تلے رونڈ ڈالا۔ وطن عزیز پاکستان کو ایٹمی طاقت بنے ہوئے 25 سال ہو چکے ہیں۔ آج پھر مملکت خداد، وطن عزیز پاکستان کو بے شمار چیلنجز کا سامنا ہے۔ اندرونی اور بیرونی سازشوں میں کا شکار ہے۔ معاشی بحران دن بدن بڑھتا جارہا ہے، غربت وافلاس اور بے روزگاری منہ کھولے کھڑی ہے۔ دشمنان وطن نظریں جمائے وطن عزیز کو معاشی حملوں سے دور چار کرنے کے خواب دیکھ رہیں جبکہ وطن عزیز کسی ایسے مسیحا کا منتظر ہے جو اس کو اس نازک صورت حال سے نکال باہر کرے۔

میرے ہم وطن اور ہم سفر طلبہ کرام! آپ وطن عزیز کا مستقبل ہیں، آپ پاکستانی قوم کی امیدوں کی آخری کرن ہیں، آپ ہی ہیں جو وطن عزیز کو ان پریشان کن حالات سے نکال کر اوج ثریا کی بلندیوں تک پہنچا سکتے ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو اور اپنی ذمہ داریوں کو پہچان لو، کیونکہ آپ ہی کل کے سیاستدان ہیں، آپ ہی کل کی بیروکریسی اور کلیدی عہدوں پر براجمان ہونے والے ہیں۔ آج ہم نے عزمِ مصمم کرنا ہے کہ ہم اپنے پیارے وطن کے استحکام اور اس کی بقا وسلامتی کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں اور صلاحیتیں صرف کر دیں گے اور دشمن جس انداز میں بھی آئے گا منہ کی کھا کے جائے گا ان شاء اللہ۔

علم کی اہمیت

دانیال حسن چغتائی

علم ایک نور اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جس سے ایک طرف جہالت کی تاریکیاں دور ہوتی ہیں، تو دوسری طرف انسان کی چشم بصیرت روشن ہوتی ہے۔لغت میں علم جہالت کی ضد ہے اور اس سے مراد کسی چیز کو اس کی اصل حقیقت پر مکمل طور پر پالینا ہے۔

اللہ نے علم اور اہل علم دونوں کی تعریف کی ہے اور اپنے بندوں کو علم حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے۔ بعینہ سنت طیبہ میں بھی طلب علم پر جا بجا تعلیم دی گئی ہے، لہذا علم کا حصول نیک اعمال میں سے افضل ترین عمل اور نفلی عبادات میں افضل ترین عبادت ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے، اور اس لیے بھی کہ اللہ کے دین کو قائم اور نافذ کرنے کے لیے دو چیزیں ہیں: ایک علم اور دلیل دوسری لڑائی اور اسلحہ۔

اقامت دین کے لیے یہ دونوں چیزیں از بس ضروری ہیں۔

ان دونوں کے سوا دین کا غلبہ ناممکن ہے اور ان دونوں میں سے پہلی چیز دوسری پر مقدم ہے اور یہی وجہ تھی کہ اللہ کے نبی ﷺ نے کبھی کسی قوم پر اُن کو اللہ کے دین کی طرف دعوت دیے بغیر شب خون نہیں مارا، گویا اس اعتبار سے علم، قتال (اللہ کی خاطر لڑائی لڑنے) پر سبقت رکھتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم اہل علم کو ہی قابلِ ستائش پاتے ہیں اور جب بھی ان کا کہیں تذکرہ ہوتا ہے، لوگ ان کی تعریف کرتے ہیں اور یہ تو ہوا ان کا اس دنیا میں بلند مقام اور مرتبہ، جب کہ آخرت میں وہ اللہ کے دین کی طرف دعوت وارشاد اور نیک اعمال کے مطابق بلند مراتب سے بہرہ ور ہوں گے۔ یقیناً حقیقی عبادت گزار بندہ وہ ہے، جو شعور رکھتے ہوئے علم و آگہی سے اس حال میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہے کہ حق بات اس پر واضح ہوتی ہے۔

علم کی بدولت انسان فہم اور بصیرت کی بنا پر اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ایسے میں اس کا دل بندگی رب سے سرشار اور اس کے انوار سے منور ہوتا ہے اور عبادت گزار یہ سمجھتا ہے کہ وہ ایک عادت نہیں بلکہ عبادت کا عمل ادا کر رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب انسان اس جذبے اور کیفیت میں نماز ادا کرے گا، تو دوران عبادت اس کے دل کی کیفیت ہی الگ ہوگی۔

انبیاء علیہم السلام نے اپنے بعد والوں کو درہم و دینار کا نہیں بلکہ علم کا وارث بنایا ہے، تو جس شخص نے علم حاصل کیا، اس نے انبیاء علیہم السلام کی وراثت سے وافر حصہ پالیا اور یہ فضائل علم میں سے سب سے بڑی فضیلت ہے۔

جب انسان مرجاتا ہے تو سوائے تین قسم کے اعمال کے بقیہ اس کے سارے اعمال اس سے کٹ جاتے ہیں: ایک صدقہ جاریہ کی صورت میں کوئی عمل، دوسرا کوئی ایسا علمی سرمایہ جس سے فائدہ اُٹھایا جائے، تیسرا کوئی نیک بچہ جو اس کے لیے دعائے خیر کرے۔

عالم کو علم کی حفاظت میں تھکاوٹ نہیں ہوتی اور یہ اس لیے کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم کی سعادت سے بہرہ ور فرما دیا، تو چونکہ اس کی اصل جگہ انسان کا دل و دماغ ہے، لہذا اس کے لیے کسی صندوق یا چابی وغیرہ

کی ضرورت نہیں۔ وہ انسان کے دل و دماغ میں پہلے سے محفوظ ہوتا ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر وہ آپ کا محافظ ہے اور وہ اللہ کے حکم سے آپ کو ہر قسم کے خطرے سے بچاتا ہے۔ تو علم آپ کی پاسبانی کرتا ہے، جبکہ مال کی آپ کو ہر لحظہ حفاظت کرنا پڑتی ہے۔ آپ اسے تالے لگا کر صندوقوں میں بند کر کے رکھتے ہیں، مگر اس کے باوجود مطمئن نہیں ہو پاتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل علم ہی اللہ کے دین اور حکم کو قائم و دائم رکھنے والے ہیں اور ان کا یہ عمل قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ علم ایک ایسی روشنی ہے، جس کے ذریعے بندہ نور بصیرت سے بہرہ ور ہوتے ہوئے اس حقیقت سے آشنا ہوتا ہے کہ وہ اپنے رب کی عبادت کس طرح کرے اور اس کے بندوں سے کیسے معاملات طے کرے؟ تو اس عملی تگ و دو میں اس کا ہر کام علم و بصیرت کی بنیاد پر طے پاتا اور پورا ہوتا ہے۔ صاحب علم ایک ایسا چراغ ہے کہ جس کی روشنی میں لوگ اپنے دینی و دنیوی کاموں کی انجام دہی کے لیے راہ نمائی حاصل کرتے ہیں۔

علم کی برکت سے ہی آخرت میں اللہ تعالیٰ اہل علم کو اپنے دین کی طرف دعوت وارشاد اور علم کے مطابق عمل کے حساب سے بلند درجات سے نوازے گا، اور دنیا میں بھی اللہ اپنے بندوں میں اُن کی اقامت دین کے سلسلے میں محنت و کاوش کا صلہ و ثمرہ دیتے ہوئے انہیں امتیازی شان و مقام مرحمت فرماتا ہے۔

بقیہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

بہت آگے چلے گئے تو آپ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ حمزہ کو واپس بلا لو اور پھر اس کے بعد غزوہِ احد میں بھی شرکت فرمائی اور نہایت دیدہ دلیری سے کفار مکہ کا مقابلہ کیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت 15 شوال کو غزوہ احد میں ہوئی۔ حضرت حمزہؓ نے غزوہِ بدر میں جبیر بن مطعم کے چچا کو جہنم واصل کیا تھا انہیں اس بات کا دکھ تھا اس لیے انہوں نے اپنے غلام وحشی سے کہا کہ اگر تو حمزہ کو قتل کر دے تو تجھے میں آزاد کردوں گا اس لالچ میں انہوں نے حضرت حمزہ پہ وار کیا۔ حضرت حمزہ کفار سے برسر پیکار تھے کہ اس دوران وحشی نے آپ کو نیزہ مارا جو آپکی ناف کے آر پار ہو گیا اور آپ جام شہادت نوش فرما گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) اس کے بعد قریش مکہ نے آپ کے ناک، کان کاٹ کر مثلہ کیا اور بہت خوشی منائی۔ جب آپ ﷺ کے سامنے آپ کی لاش مبارک لائی گئی تو آپ پہ عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور آپ ﷺ کے آنسو بہہ پڑے اور پھر فرمایا کہ اگر صفیہ نہ ہوتی تو میں حمزہ کو ایسے ہی چھوڑ دیتا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ایک چادر میں کفن مبارک دیا گیا جو پوری نہ تھی جسکی وجہ سے آپ کیپاؤں کو گھاس سے ڈھانپ دیا گیا۔

بعد میں پھر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا لیکن آپ ﷺ نے فرمایا آپ میرے سامنے نہ آیا کرو مجھے میرے چچا یاد آ جاتے ہیں۔ بوقت شہادت آپکی عمر مبارک انسٹھ 59 سال تھی

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "سید الشہداء" کا میڈل عطا فرمایا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں کسی وجہ سے شہداء احد کی قبور مبارک کھل گئیں تو ان کے اجسام قبروں میں بالکل تروتازہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرات صحابہ کرام کے نقش قدم کے پر چلائے (آمین)

سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

شاہد فاروق آزاد

اسلام وہ شجر نہیں جس نے پانی سے غذا پائی
دیا خون صحابہ نے تب جاکے اس میں بہار آئی

تاریخ اسلامی اس بات کی مسلم شاہد ہے کہ اللہ نے دین اسلام کو تقویت نبی آخر الزماں ﷺ کے یاروں سے بخشی ہے اس بات کی دلیل خود غزوہ بدر میں آپ ﷺ کا شرکاء بدر کے بارے میں دعا کرنا ہے کہ "یا اللہ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے دین کا نام روشن ہو تو ان تین سو تیرہ کی حفاظت فرما اگر یہ نا رہے تو تیرے دین کا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا"۔ انہی شرکاء بدر پہ اگر نظر دوڑائی جائے تو ان میں ایک نمایاں شخصیت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی ہے جنہوں نے غزوہِ بدر میں خوب بہادری کے جوہر دکھائے اور سب سے پہلے نکلنے والے تین مجاہدین میں شمار ہوئے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی ولادت مکہ کے مشہور سردار اور نیک سیرت شخصیت عبد المطلب کے گھر میں (568 یا 570ء) میں ہوئی۔ حضرت حمزہ اور آپ ﷺ دونوں رضاعی بھائی بھی ہیں۔ آپ دونوں نے ثویبہ جو ابولہب کی باندی تھی کا دودھ پیا تھا۔ حضرت حمزہؓ بچپن سے ہی بڑے خوبصورت اور ذہین تھے۔ اللہ تعالی نے آپ کو بچپن سے ہی بہادری عطا فرمائی تھی۔ اس کے علاوہ آپ کا بہت سخی، خوش اخلاق، نرم مزاج والے اور قریش کے دلاور نوجوان میں شمار ہوتا تھا۔

ابتداء اسلام میں تو آپ نے اسلام قبول نا کیا لیکن جب مکہ کی فضاء ظلم وجور کے ان سیاہ بادلوں سے گھمبیر ہوگئی تو اچانک ایک بجلی چمکی اور مظلوموں کا راستہ روشن ہوگیا، یعنی حضرت حمزہؓ مسلمان ہوگئے۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ 6 نبوی کے اخیر کا ہے اور اغلب یہ ہے کہ یہ ماہ ذوالحجہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ ان کے اسلام لانے کا سبب یہ ہے کہ ایک روز ابو جہل کوہ صفاء کے نزدیک رسول ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ کو ایذا پہنچائی اور سخت الفاظ کہے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے اور کچھ بھی نہ کہا لیکن اس کے بعد ابوجہل نے آپ ﷺ کے سر پہ پتھر دے مارا، جس سے ایسی چوٹ آئی کہ خون مبارک بہہ نکلا۔ عبداللہ بن جدعان کی ایک لونڈی یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ حضرت حمزہ کمان حمائل کیے شکار سے واپس تشریف لائے تو اس نے ان سے ابوجہل کی ساری حرکت کہہ سنائی۔ حضرت غصے سے بھڑک اٹھے یہ قریش کے سب سے طاقتور اور مضبوط جوان تھے۔ ماجرا سن کر تہیہ کرلیا کہ جیسے ہی ابوجہل کا سامنا ہوگا، اس سے اپنے بھتیجے کا بدلہ لوں گا۔ اس کے بعد مسجد حرام میں گئے اور ابوجہل سے مخاطب ہوئے اور اس کے سر پہ کمان سے اس زور کی مار ماری کہ اس کے سر پہ شدید زخم آگیا اور کہا تم نے محمد کو لاوارث سمجھ رکھا ہے؟ خبردار! حمزہ بھی اسی کا حمایتی ہے۔ اس کے بعد اسی دن حضرت حمزہ نے اسلام قبول کرلیا۔ آپ کے قبول اسلام پہ آپ ﷺ کو بہت خوشی ہوئی اور اس کے بعد ہر وقت آپ ﷺ کے ساتھ رہتے اور پھر جب آپ ﷺ نے مدینہ ہجرت کی تو حضرت حمزہ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام کا پہلا غزوہِ جو حق وباطل کے درمیان فرق کرنے والا تھا آپ نے اسی غزوہ بدر میں شرکت کی اور دونوں ہاتھوں میں تلواریں لے کر لڑے حتیٰ کہ (بقیہ صفحہ نمبر 5 پر)

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے

میاں محمود الحسن بالاکوٹی

انڈیا نے 1974 میں پوکھران میں ایٹمی دھماکے کیا گئے۔ ہندو بنیے کے انداز ہی بدل گئے۔ گیلی دھوتی والا لالہ ہر صبح پاکستان کو آنکھیں دکھاتا۔ ہڑپ کرنے کی دھمکی دیتا۔ بنیے کی ان گیدڑ بھبھکیوں سے پاکستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کا ہر مسلمان مشوش تھا۔ ایسے میں ڈاکٹر عبدالقدیر نامی ایک بھوپالی نژاد پاکستانی نے بنیے کو منہ توڑ جواب دینے کا فیصلہ کر لیا۔

ڈاکٹر عبدالقدیر ایمسٹر ڈیم میں ایک اٹامک ادارے کے سربراہ کے طور پر فرائض انجام دے رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب ہنگامی بنیادوں پر پاکستان تشریف لائے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو سے ملاقات کی اپنے منصوبے سے آگاہ کیا بھٹو نے بھی بھرپور تعاون کی یقین دہانی کروا محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے مثبت جواب ملتے ہی ہالینڈ کی پر تعیش زندگی اور مراعات کو ٹھوکر مار کے وطن کی راہ لی ہالینڈ کی حکومت ڈاکٹر صاحب کی صلاحیتوں سے آگاہ تھی اس نے دوگنا چوگنا مراعات کی پیشکش کی مگر محسن پاکستان نے اسلام اور پاکستان کی خاطر ہر پیشکش ٹھکرا دی۔ بے سروسامانی کے عالم میں کہوٹہ ریسرچ لیبارٹری سے دفاع وطن کے منصوبے کا آغاز کیا اس دوران بڑی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا یہود نواز قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام نے اسرائیل کی مدد سے پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی کوشش کی محسن پاکستان نے قادیانیوں کا لیبارٹری کی حدود میں داخلہ بند کر دیا ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے ہم بھوپالیوں کی دو صفات بڑی مشہور ہیں ایک یہ کہ ہمارے اندر غدار کوئی نہیں۔ اور دوسری یہ کہ قادیانی کوئی نہیں صدر ضیاء الحق شہید کرکٹ ڈپلومیسی کے تحت دہلی گئے دوران ملاقات گاندھی جی کے کان میں کہنے لگے اپنے ایٹم بم پر زیادہ پھدکنے کی ضرورت نہیں تم سے بہتر ایٹمی صلاحیت رکھتے ہیں۔ وقت آنے پر ایٹمی دھماکوں کے ذریعے اعلان بھی کر دیں گے اس خبر سے ہندوستان کے مقتدر حلقوں میں سوگ کی کیفیت ہوگئی کیونکہ اب وہ ایٹمی برتری سے بلیک میل نہیں کر سکتے تھے سازشیں چلتی رہیں۔ مگر محسن پاکستان کا جذبہ تھا:

بڑھتا ہے ذوق جرم یہاں ہر سزا کے بعد
یہ وہ نشہ نہیں کہ جسے ترشی اتار دے

ہندوستان بھاگم بھاگ اپنے آقا اور عالمی تھانیدار امریکہ کے پاس پہنچا کہ بابا غضب ہوگیا موسلے (مسلمان) ایٹم بم بنا چکے۔ امریکہ نے پہلے پہل تو معاشی پیکج کا اعلان کیا پھر جب دیکھا کہ ضیاء بابا کسی لالچ میں نہیں آرہا تو پھر روایتی ہتھکنڈہ استعمال کرتے ہوئے اپنے سفیر کے ہمراہ چلتا کیا میاں صاحب اور بی بی کے ادوار میں سی ٹی بی ٹی اور اس جیسے بیسیوں حربے استعمال کئے آخر وہ وقت آن پہنچا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان لیبارٹریز نے ایٹمی صلاحیت کے تجربے کے لئے وزیر اعظم نواز شریف کو سمری ارسال کر دی یہ اعصاب شکن مرحلہ تھا ایک طرف ملکی دفاع کا اہم اور نازک ترین مسئلہ تھا۔ اور دوسری طرف امریکہ اور یورپی ممالک کا شدید دباؤ دھماکوں کی صورت میں خطرناک معاشی پابندیوں کی دھمکیاں مستقل مسئلہ تھا۔ اس موقع پر ملک کی سیاسی مذہبی اور عسکری قیادت نے عزیمت کے راستے کا چناؤ کیا میں اس موقع پر جہاں ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور عسکری قیادت کو سپاس عقیدت پیش کرتا ہوں وہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ سپاس

عقیدت کے حقدار اس وقت کے وزیر اعظم نواز شریف کو سمجھتا ہوں اگر بحیثیت قوم ہم محترم ذوالفقار علی بھٹو کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا کریڈٹ دیتے ہیں تو 28 مئی 1998 کے ایٹمی دھماکوں کا سہرا میاں نواز شریف کو نہ دینا بد دیانتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی محسن پاکستان ڈاکٹر عبد القدیر خان رحمہ اللہ تعالی کے ساتھ ہونے والے بدترین سلوک کو بھی سانحہ مشرقی پاکستان کی طرح المیہ ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ کسی بیگانہ ریاست میں بھی قومی ہیرو کے ساتھ ایسا گھٹیا سلوک نہیں ہوتا ہمارے ہمسائے اور ازلی دشمن بھارت نے اپنے ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالکلام کو قومی کارنامے کے صلے میں ملک کا اعلی ترین عہدہ دے کر ملک کا صدر بنا دیا کم ظرف ہم ہی ٹھہرے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ محسن پاکستان کو انکی قربانیوں اور تاریخی کارنامے کے صلے میں اعلی ترین عہدے سے نوازا یا کم از کم آخری درجے میں انھیں قومی ہیرو کا درجہ دیا جاتا اخلاقی پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے ایک آئین شکن ننگ دین ننگ ملت نے اس شخص کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا جس نے پاکستان کے تمام دشمنوں کو دھول چاٹنے پر مجبور کیا دوسری طرف قومی بے حسی کا عالم یہ تھا کہ اس ظلم عظیم پر سارے سیاسی رہنماؤں کو سانپ سونگھ گیا کیا عام کیا خاص سب نے چپ سادھ لی محسن کشی کی ایسی مثال شاید جانوروں میں مشکل سے ملے یہی نہیں بلکہ بعض ناعاقبت اندیش، ڈاکٹر صاحب مرحوم کو دفاع وطن کے جرم میں امریکہ کے حوالے کرنے کو تیار بیٹھے تھے محسن کشی کی یہ داستان ہر میدان میں ہمارا منہ چڑا رہی ہے۔ ڈاکٹر عبد القدیر خان مرحوم اور ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی حوالگی پر امریکی وزیر خارجہ نے دریدہ دہنی کرتے ہوئے کہا تھا پاکستانی پیسے کے لئے اپنی ماں تک بیچ دیتے ہیں ڈاکٹر عبدالقدیر خان مرحوم کی وفات کے سانحہ پر بھی حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی بے حسی باعث شرم تھی۔ زندہ قومیں اپنے محسنوں کو ہمیشہ یاد رکھتی ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو وفاداروں اور غداروں کا تعارف کروائیں جب تک قوم کو ٹیپو سلطان اور میر صادق میں فرق نہیں بتائیں گے۔ ایسے سانحے رونما ہوتے رہیں گے۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خان مرحوم آج بھی صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے مسلمانوں کے دلوں میں بستے ہیں۔ انکے لئے دست بدعا ہیں میرے ہمسفر طلبہ دوستو دین وملت کی ترقی اور آبرو کے لئے مفتی تقی عثمانی اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان مرحوم کی طرح محنت اور جدوجہد کرو ویسے بھی دجالی قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اور امام مہدی علیہ الرضوان کی ہمنواء کے لئے ابھی سے صف بندی کی ضرورت ہے۔ یہی پیغام ہے یوم تکبیر کا

۞۞۞

ذرائع کامیابی

کسی دیہاتی ملازم سے کہا جائے کہ اس میز کو ہر روز صاف کرنا، لیکن خیال رکھنا کہ چینی کے گل دان نہ ٹوٹ جائیں، تو یقین جانیے کہ گل دان ضرور ٹوٹ جائیں گے۔ کیوں کہ آپ کی تنبیہ کی وجہ سے جو وہم اس کے دل میں پیدا ہو گیا ہے، اس وجہ سے گل دان اٹھاتے وقت ہاتھ اس کے کانپنے لگیں گے اور گل دان گر جائیں گے۔

اسی طرح ایک شخص دیوار کی منڈیر پر چلتا ہوا اگر اس خوف میں مبتلا ہو جائے کہ میں گر جاؤں گا، تو ضرور گر جائے گا۔ حالاں کہ دیوار پر چلنے کے حال میں بھی اس کے پاؤں کے نیچے اتنی ہی زمین تھی، جتنی کی زمین پر چلنے کی حالت میں۔

سوا سو سال کے بوڑھے سے اس کی طوالت عمر کا راز دریافت کیا گیا تو اس نے ہنس کر کہا "میں نے کبھی اس خیال کو اپنے نزدیک نہیں پھٹکنے دیا کہ میں بوڑھا ہوں۔ میں نے ہمیشہ یہی سمجھا کہ میں جوان ہوں وار جوان ہی رہوں گا۔ چنانچہ اب تک جوان ہوں۔"

☆☆☆

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے جہادی کارنامے

ابن یاسین وہاڑی

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسی کیسی عظیم ہستیاں عطافرمائی ہیں کہ جن کے ذکر سے قلم وقرطاس معطر ہو جاتے ہیں۔ انہی منفرد خصوصیات کی حامل شخصیت، نیر تاباں، خیبر کے ایک بڑے قبیلے بنو اسد سے تعلق رکھنے والے، خوبصورت، بہادر، کڑیل جوان، جن کی شمشیر زنی، نیزہ بازی، گھڑ سواری اور تیر اندازی کی مہارت میں کوئی دوسرا ثانی نہ تھا۔ رومیوں کے لشکر میں خوف ودہشت کا طوفان اٹھانے والے، اللہ کے علاوہ ہر ایک سے بے خوف مجاہد، سرفروش اور جانباز جرنیل جب لوہے کی زرہوں میں جکڑے رومی فوجی اس اللہ کے شیر کو دیکھتے تو حضرت ضرارؓ نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے اپنی قمیص بھی اتار دیتے اور اسکی یہ شجاعت وبہادری دیکھ کر رومی ان سے اس قدر خوفزدہ ہوتے کہ ''جن آ گیا جن آ گیا'' کی گردان شروع کر دیتے اور ان کی زد سے دور بھاگنے کی کوشش میں لگے رہتے۔

میدان کارزار میں گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ کر مسلسل تابڑ توڑ حملے کرنے میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔ اپنی بے مثال بہادری اور لاجواب بہادری وشجاعت کی بدولت، ایک ہزار دشمن افراد پر بھاری جنگجو مجاہد، جن کا نام سن کر دشمن محاورۃً نہیں حقیقتاً تھر تھر کانپنے لگتے، اپنی بے مثال وبے پناہ بہادری اور مجاہدانہ کارروائیوں کی بناء پر تاریخ اسلام کے اوراق میں قیامت تک ان کا نام زندہ وتابندہ رہے گا۔ اللہ جل شانہ کے یہ شیر اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ محب ''ضرار بن الازور الاسدی'' کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

نام ونسب:

نام: ضرار، کنیت: ابو ازور، نسب نامہ ضرار بن مالک (ازور) بن اوس بن خزیمہ بن ربیعہ بن مالک بن ثعلبہ بن دوران بن اسد بن خزیمہ اسدی۔

قبول اسلام:

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے (بنو اسد) کے اصحابِ ثروت میں سے تھے۔ عرب میں سب سے بڑی دولت اونٹ کے گلے سمجھے جاتے ہیں۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے پاس ہزار اونٹوں کا گلہ تھا۔ اسلام قبول کرنے کے جذبہ وولولے میں تمام مال ودولت مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کروا دیا اور خالی ہاتھ آستان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچے۔

حضرت ضرارؓ جب بنو اسد قبیلے کے وفد کی قیادت کرتے ہوئے، خیر الوریٰ، نور الھدیٰ، حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں اسلام قبول کرنے کے لیے حاضر ہوئے تو انہوں نے پہلا کارنامہ یہ سرانجام دیا کہ ایک ہزار اونٹ ان کے چرواہوں سمیت مسلمانوں کے بیت المال کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہونے کے قریبی وقت میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نبوت کے ایک جھوٹے دعویدار ''طلیحہ الاسدی'' کے خلاف جہاد کے لیے بھیجا اور اس مہم کا سالار (کمانڈر) مقرر فرمایا، طلیحہ اور اس کے ساتھی اللہ کے اس شیر کی یلغار کے سامنے ٹھہر نہ سکے اور اپنا بے شمار جانی نقصان کروانے کے بعد راہ فرار اختیار کر گئے۔ حضرت

ضرار نے اللہ اور اس کے محبوب کے دشمن، زکوٰۃ کے منکر مالک بن نویرہ کو واصل جہنم کیا۔

خلیفہ بلا فصل سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ جب مرتدین کا قلع قمع کر کے فارغ ہوئے، جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ بن خویلد اور ان کے پیروکاروں کو عبرتناک شکست سے دو چار کرنے کے بعد قیصر و کسریٰ یعنی ایران اور روم کو فتح کرنے کی طرف متوجہ ہوئے (چونکہ یہ دونوں اسلام کے خلاف مضبوط قلعے تھے) تو سیدنا صدیقِ اکبرؓ نے ایمان سے لبریز جرآت و شجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لشکرِ اسلام کو حکم دیا کہ قیصر و کسریٰ کو فتح کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ!!

امیر المومنین کی طرف سے اعلان جہاد سن کر بنو اسد کا یہ عظیم شیر، جانثار اسلام اپنے ساز و سامان کو تیار کرنے لگا۔ ان کی تیاری کو دیکھ کر ان کی لاڈلی بہن حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا بھی ساتھ چلنے کو تیار ہو گئیں۔

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسلامی لشکر اپنی مہم پر روانہ ہوا اور شام کے مرکزی شہر دمشق کا جا محاصرہ کیا۔ ابھی یہ محاصرہ جاری تھا کہ تاریخ اسلام کے عظیم جرنیل، اللہ کی تلوار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پتا چلا کہ شاہ روم ہرقل ایک بڑا لشکر لیکر فلسطین کے مشہور مقام اجنادین میں پہنچ کر خیمہ زن ہو چکا ہے اور اس کی کوشش یہ ہے کہ لشکرِ اسلام پر حملہ آور ہو کر ان کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا جائے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس نازک صورتحال کو دیکھ کر فوراً لشکر اسلام کے تجربہ کار، فدا کار اور جانثار ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اس نازک ترین صورتحال سے کس طرح مقابلہ کیا جائے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ اے امیر لشکر! دمشق کے محاصرے کو ترک کر کے شاہ روم ہرقل کی فوج کا مقابلہ کیا جائے۔ تجربہ کار ساتھیوں کے مشوروں کو تسلیم کرتے ہوئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکرِ اسلام کو فلسطین کے سرحدی مقام اجنادین کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ جہاں رومی لشکر ڈیرے ڈالے بیٹھے تھے۔ جب لشکرِ اسلامی دمشق کا محاصرہ ترک کر کے اجنادین کی جانب روانہ ہوا تو دشمن نے موقع غنیمت جانتے ہوئے بزدلوں کی طرح اچانک پیچھے سے حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اس قدر اچانک سے ہوا کہ لشکرِ اسلام کو اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا، دشمن بگولے کی طرح آئے اور لشکرِ اسلام کے پیچھے محو سفر خواتین کو گرفتار کیا اور آناً فاناً پیچھے ہٹ گئے۔ گرفتار ہونے والی خواتین میں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی بہن خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ انہوں نے اپنے ساتھ گرفتار ہونے والی خواتین کو منظم کیا اور خیموں کی چوبیں پکڑ کر دشمن پر حملہ کر دیا اور پہرہ دینے والوں کے سر پھوڑ دیئے، (خواتین نے جس انداز میں اپنا دفاع کیا یہ کارنامہ بھی تاریخ اسلام کے ایک سنہری باب کی حیثیت رکھتا ہے)۔

> حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا نے اپنے ساتھ گرفتار ہونے والی خواتین کو منظم کیا اور خیموں کی چوبیں پکڑ کر دشمن پر حملہ کر دیا اور پہرہ دینے والوں کے سر پھوڑ دیئے

ادھر مجاہدین فلسطین کے سرحدی مقام اجنادین پر پہنچ چکے تھے۔ یہاں شاہ روم ہرقل نے ایک لاکھ مسلح رومی فوج بھیجی اور خود حمص میں قیام کیا۔ اللہ کے مجاہدوں نے روم کے ابلیسی لشکر کا خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اس مقابلے میں بھی اپنی بے مثال بہادری کے مطابق ایسی جنگ کی کہ کوئی بڑے سے بڑا جری بہادر بھی ان کے سامنے ٹھہر نہ سکا۔ دوران جنگ رومی جرنیل ''دوان'' کو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے واصل جہنم کر دیا۔ اس تاریخی معرکے میں ضرار رضی اللہ عنہ نے

دشمنوں کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ دشمن سب کچھ بھول کر انہی کے گرد ہو گئے دیتے تھے، دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے ان شاء اللہ

دشمنانِ اسلام سے مقابلے کرتے کرتے دونوں پنڈلیاں کٹ گئیں لیکن رکے پھر بھی نہیں اور اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر اللہ کے دشمنوں پر اللہ کا عذاب بنے رہے اور وہ سب کے سب مل کر بھی اس مجاہد پر اس حال میں بھی قابو نہ پا سکے۔ اللہ کی راہ میں اپنی جان پیش کرنے کے شوقین، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دشمنوں کے سامنے ایک لمحے کے لیے بھی نہ جھکنے والے اللہ کے شیر، اسی طرح اپنے گھٹنوں کے بل اللہ کی راہ میں لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ گھوڑے کے پیروں تلے روندے گئے، لیکن معرکہ رکنے تک میدان جہاد سے نہ نکلے۔ اور آخر کار اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو فتح کا تاج پہنایا اور دشمنوں کو ذلت کا طوق۔ ادھر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ بہت زیادہ زخمی ہو چکے تھے۔ جب ہر طرف سے معرکہ تھم چکا تو امیرِ لشکر (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) کے پاس پہنچائے گئے، اور بالآخر اللہ کا یہ عظیم شیر، زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جام شہادت نوش فرما گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

> اللہ کی راہ میں اپنی جان پیش کرنے کے شوقین، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دشمنوں کے سامنے ایک لمحے کے لیے بھی نہ جھکنے والے اللہ کے شیر، اسی طرح اپنے گھٹنوں کے بل اللہ کی راہ میں لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ گھوڑے کے پیروں تلے روندے گئے، لیکن معرکہ رکنے تک میدان جہاد سے نہ نکلے۔ اور آخر کار اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو فتح کا تاج پہنایا اور دشمنوں کو ذلت کا طوق۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد ہر معرکے میں جوانمردی، جانفشانی، جانبازی، شمشیر زنی اور نیزہ بازی کے ایسے حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے جو قیامت تک تاریخ اسلام کے اوراق میں جگمگاتے رہیں گے اور جن سے ہر دور میں اسلام کے مجاہد ایمانی حرارت حاصل کرتے ہوئے، میدان جہاد میں قابلِ قدر خدمات سرانجام دیتے تھے، دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ سے استدعا ہے کہ اللہ جل شانہ ہمیں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چلائے اور ان کی زندگیاں ہمارے لیے مشعلِ راہ بنائے آمین۔

۞ ۞ ۞

بقیہ: سیرت کوئز

سوال: نبوت ملنے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کس غار میں عبادت کے لیے جاتے تھے؟

جواب: غار حرا میں۔

سوال: نبوت ملنے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر کتنی تھی؟

جواب: چالیس سال۔

سوال: پہلی وحی کون سی نازل ہوئی تھی؟

جواب؟ سورہ علق کی پہلی پانچ آیات۔

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت خدیجہ سے کب نکاح کیا؟

جواب: 25 سال کی عمر میں۔

سوال: حضرت خدیجہؓ کتنے سال آپ کی رفیقہ حیات رہیں؟

جواب: 25 سال تک۔

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وضو اور نماز کا طریقہ کس نے سکھایا؟

جواب: حضرت جبرئیل امین نے۔ ۞ ۞ ۞

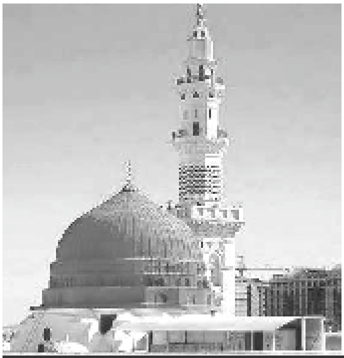

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کوئز

سوال: ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام کیا تھا؟

جواب: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمارے نبی کی کس نام سے بشارت دی تھی؟

جواب: احمد نام کے ساتھ۔

سوال: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: آپ ماہِ ربیع الاوّل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

سوال: آپ کی ولادت باسعادت واقعہ فیل کے کتنے دن بعد ہوئی؟

جواب: پچپن (55) دن بعد۔

سوال: واقعہ فیل کسے کہتے ہیں؟

جواب: فیل ہاتھی کو کہتے ہیں، ابرہہ نامی بادشاہ نے ہاتھیوں کے ساتھ بیت اللہ پر حملہ کیا تھا۔

سوال: آپ کی ولادت کی خبر سن کر آپ کے چچا ابولہب نہیں کیا کیا؟

جواب: ابولہب نے خوشی کی وجہ سے خوشخبری سنانے والی اپنی باندی ثویبہ کو آزاد کر دیا۔

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے والد ماجد کے انتقال کے کتنا عرصہ بعد دنیا میں تشریف لائے؟

جواب: چھ ماہ بعد۔

سوال: آپ کے والد محترم کا کیا نام تھا؟

جواب: آپ کے والد محترم کا نام حضرت عبداللہ تھا۔

سوال: آپ کی والدہ محترمہ کا کیا نام تھا؟

جواب: حضرت آمنہ۔

سوال: آپ کے دادا کا کیا نام تھا؟

جواب: حضرت عبدالمطلب۔

سوال: آپ کی دادی کا کیا نام تھا؟

جواب: حضرت فاطمہ بنت عَمرو

سوال: آپ کے والد ماجد کہاں مدفون ہیں؟

جواب: مدینہ منورہ کے محلہ بنی نجّار میں۔

سوال: آپ کا قریش کی کس شاخ سے تعلق تھا؟

جواب: قریش کی شاخ بنو ہاشم سے۔

سوال: قریش میں بنو ہاشم کا مقام و مرتبہ کیا تھا؟

جواب: قریش کی تمام شاخوں میں بنو ہاشم سب سے زیادہ معزز و محترم سمجھے جاتے تھے۔

سوال: محمد نام کا معنی کیا ہے؟

جواب: تعریف کیا ہوا۔

سوال: احمد نام کا معنی کیا ہے؟

جواب: حمد وثنا کرنے والا۔

سوال: آپ کا نام احمد قرآن کریم کے کس پارے اور کس سورت میں ہے؟

جواب: 28ویں پارے سورت صف میں۔

سوال: آپ کا نام محمد قرآن کریم میں کتنی بار آیا ہے؟

جواب: چار بار۔

سوال: چار بار کس کس سورت میں محمد نام آیا ہے؟

جواب: سورہ آل عمران، سورہ احزاب، سورہ محمد اور سورہ فتح میں

سوال: حضرت حلیمہ سعدیہ کون تھیں؟

جواب: آپ کی رضاعی ماں۔

سوال: حضرت حلیمہ سعدیہ کے کون سے بیٹے نے حضور کے ساتھ حضرت حلیمہ کا دودھ پیا تھا؟

جواب: عبداللہ بن حارث۔

سوال: حضور کے رضاعی والد کا کیا نام تھا؟

جواب: حضرت حارث بن عبدالعزیز۔

سوال: حضور کتنا عرصہ حضرت حلیمہ کے پاس رہے؟

جواب: پانچ سال چند ماہ تک۔

سوال: والدہ محترمہ کے انتقال کے وقت آپ کی عمر تھی؟

جواب: چھ سال

سوال: آپ ﷺ اپنے دادا کی پرورش میں کتنا عرصہ رہے؟

جواب: دو سال

سوال: آپ کے دادا نے اپنی وفات کے وقت آپ ﷺ کو کس کے سپرد کیا؟

جواب: اپنے بیٹے خواجہ ابوطالب کے پاس جو حضور ﷺ کے چچا تھے

۔

سوال: آپ ﷺ کے کتنے چچا مسلمان ہوئے تھے؟

جواب: دو چچا حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ

سوال: حضور ﷺ کے والد محترم کتنے بھائی تھے؟

جواب: دس بھائی تھے۔

سوال: حضور ﷺ کے کون سے چچا آپ کے خالہ زاد بھائی بھی تھے؟

جواب: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

سوال: حضور ﷺ کی پھوپھیاں کتنی تھیں؟

جواب: چھ تھیں۔

سوال: حضرت ثویبہ سے آپ ﷺ کا کیا رشتہ تھا؟

جواب: آپ ﷺ کی رضاعی ماں تھیں۔

سوال: حضور ﷺ کی رضاعی بہنیں کتنی تھیں؟

جواب: دو شیما اور انیسہ۔

سوال: حضور ﷺ نے جب پہلا شام کا سفر کیا تب کتنی عمر تھی؟

جواب: بارہ یا تیرہ سال۔

سوال: شام کے سفر میں کس مقام پر راہب سے ملاقات ہوئی؟

جواب: بصرہ کے مقام پر۔

سوال: حضور ﷺ کا سینہ مبارک پہلی مرتبہ کب چاک کیا گیا؟

جواب: جب آپ حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے۔

سوال: نبوت ملنے سے قبل حضور ﷺ نے کس جنگ میں حصہ لیا تھا؟

جواب: جنگِ فجار میں۔

سوال: تبلیغ اسلام کے جرم میں حضور ﷺ اور صحابہؓ کرام کو کس گھاٹی میں قید کیا گیا تھا؟

جواب: شعب ابی طالب میں۔

سوال: حضور ﷺ شعب ابی طالب میں کتنا عرصہ قید رہے؟

جواب: تین سال۔

سوال: نبوت سے قبل آپ ﷺ نے سرداران قریش کے درمیان کون سا فیصلہ کیا تھا؟

جواب: حجر اسود کو نصب کرنے کا۔

سوال: شعب ابی طالب میں آپ ﷺ کے کون سے چچا ساتھ تھے؟

جواب: خواجہ ابوطالب۔

بقیہ صفحہ نمبر 11 پر

آج نبوت محمدی پر الحاد و دہریت کا حملہ ہے

(مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ)

میرے عزیزو! بغیر کسی تکلف وتمہید کے میں آپ کے سامنے چند باتیں رکھنا چاہتا ہوں، عزیزوں سے کسی تکلف کی ضرورت نہیں ہوتی، خاندان میں آپ نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا کہ بڑا بھائی چھوٹے بھائی سے اور چھوٹا بھائی بڑے بھائی سے تصنع برتتا ہو یا تکلف وتمہید اختیار کرتا ہو، آپ کا مجھ پر اور میرا آپ پر یہ حق ہے کہ آپ میری باتیں سنیں اور میں آپ کی باتیں سنوں۔

طلبہ کی دو قسمیں:

جو لوگ یہاں پڑھنے کے لیے آئے ہیں ان کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں، ایک قسم تو ان بھائیوں اور عزیزوں کی ہے جو والدین کے اصرار وتقاضا سے یا اس تعلق کی بنا سے جو والدین کا اولاد کے ساتھ معاشرے میں ہوتا ہے، اس سے مجبور ہو کر یہاں آئے ہیں، یعنی وہ ماں باپ کے حکم کی تعمیل میں یہاں آئے ہیں ان کی یہاں آنے کی نہ خواہش تھی اور نہ ان کے نزدیک اس کا کوئی فائدہ تھا، چنانچہ یہاں آنے کے بعد بجائے اس کے ان کے دل میں اطمینان کی فضا قائم ہوتی، وہ اپنے والدین کے شکر گزار ہوتے، ان کی خیر خواہی کے قائل ہو جاتے کہ انہوں نے بہت صحیح جگہ کا انتخاب کیا ہے اور ان کی زندگی کے لیے اچھا راستہ تجویز کیا ہے، ان کے اندر مزید کشمکش پیدا ہو گئی ہے، اب یہ کسی وجہ سے بھی ہو میں اس کے اسباب بیان نہیں کروں گا، تفصیلات کی ضرورت نہیں ان کے علاج کی ضرورت ہے۔

ان کو یہاں آ کر روز بروز یہ محسوس ہونے لگا کہ ان کو یہاں فائدہ حاصل نہیں ہو رہا، ان کے والدین غالباً یہاں کے حالات سے واقف نہیں تھے، وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ جتنا زیادہ یہاں ان کا قیام رہے گا اتنا ہی ہمارا وقت گزرتا جائے گا اور کچھ حاصل نہ ہوگا اور ہمیں برباد کیا جا رہا ہے۔ مجھے ان سے یہ کہنا ہے کہ وہ اپنے فیصلے میں بالکل آزاد ہیں، وہ اگر یہاں آ کر بھی مطمئن نہیں ہوئے، اگر وہ یہاں کے نظام، قواعد، قوانین وضوابط اور یہاں کی فضا کے ساتھ اشتراک عمل نہیں کر سکتے اور انہیں یہاں الجھن ہو رہی ہے تو میں ان سے بہت ہی آزادی کے ساتھ کہوں گا کہ وہ طلباء ہمت اور اخلاقی جرأت سے کام لیں، اخلاقی جرات سے بہت مدد ملتی

> اگر آج امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ ہوتے تو میں یقین کرتا ہوں کہ شاید وہ فقہ کی تدوین بھی تھوڑی دیر کے لیے روک دیتے۔ تم خوش قسمت ہو کہ فقہ حنفی، فقہ شافعی کی تدوین کی سعادت تمہارے لیے مقدر نہیں ہے، اللہ کی حکمت بالغہ اور اسکی قدرت کاملہ نے اس کے لیے پہلے ہی انتظام کر دیا۔

ہے، اس سے لوگوں نے بڑے بڑے کام کیے ہیں، اس سے بڑے بڑے فیصلے صادر ہو چکے ہیں اور وہ اپنے فیصلے میں آزاد ہیں وہ اپنے فیصلے میں والدین کو صاف صاف لکھ سکتے ہیں کہ یہاں آ کر ہم کوئی فائدہ حاصل نہیں کر پا رہے اور ہمیں محسوس ہو رہا ہے کہ ہمارا وقت ضائع ہو رہا ہے۔

دوسری قسم:

دوسری قسم وہ ہے جو یہاں آنے کے بعد یا یہاں آنے سے پہلے یہاں سے مطمئن ہو گئی ہے، اور جو یہ سمجھتی ہے کہ ہم مدرسہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اللہ تعالی کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں زریں موقع عطا کیا ہے۔ علوم دینیہ میں مہارت پیدا کرنے کے لیے دین کے مطالب و مقاصد کو سمجھنے اور اس کے حقائق و معارف کو جاننے اور ان کے اندر تعمق پیدا کرنے کے لیے اللہ نے بہت اچھا موقع عنایت فرمایا ہے، اس کے تمام سامان یہاں مہیا ہیں، تمام ضروری شرائط جو اس کے لیے ضروری ہیں یہاں موجود ہیں، جن لوگوں کا کسی درجہ میں اعتقاد ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم دارالعلوم کی تعلیم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور علوم دینیہ میں کمال حاصل کر سکتے ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ نبوت کی نیابت ہے، یہ علوم نبوت ہیں، جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وہ دولت ہے جو اللہ تبارک وتعالی کی طرف سے اس کے مخصوص بندوں کو جن سے وہ امامت اور ہدایت کا کام لیتا ہے ملتی ہے۔

عصرِ حاضر کے فتنے:

میرے عزیزو! خوش قسمتی سے تمہارا تعلق اسی قسم سے ہے جو یہ سمجھتی ہے کہ ہم عربی مدرسے میں کیوں آئے؟ یہاں آنے کا کیا فائدہ ہے؟ جس کو یہ اطمینان ہے کہ ہم یہاں رہ کر ان اماموں کی صف میں تو نہیں، ان کے خادموں اور کفش برداروں کی صف میں شامل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اللہ کے جود وسخا میں کوئی فرق نہیں، وہ پھر کوئی نیا امام پیدا کر دے تو وہ اس پر قادر ہے، اور اگر پھر کسی کو ہدایت کا وہی ثواب عطا ہونے لگے اور وہی کام لے تو بالکل ممکن ہے۔ آج کتنے بڑے بڑے فتنے ہیں جو اس وقت جہنم کے شعلوں کی مانند بھڑک رہے ہیں، اور پورے پورے اسلامی ملکوں کو جلا کر خاکستر کر دینا چاہتے ہیں، جو صحابہ کرامؓ کی امیدوں پر پانی پھیر دینا چاہتے ہیں، آج قسم قسم کے اسلام سوز، ایمان سوز، اخلاق سوز، انسانیت سوز فتنے ابھر رہے ہیں۔ مادیت، الحاد اور قوم پرستی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آنکھیں ملانے کے لیے تیار ہے۔ آج مسیلمہ کذاب نئے نئے روپ میں آ رہا ہے، اور نبوتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چیلنج کر رہا ہے، آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرمایہ پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے، آپ کے قلعہ میں شگاف پیدا کیے

> آج قسم قسم کے اسلام سوز، ایمان سوز، اخلاق سوز، انسانیت سوز فتنے ابھر رہے ہیں۔ مادیت، الحاد اور قوم پرستی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آنکھیں ملانے کے لیے تیار ہے۔ آج مسیلمہ کذاب نئے نئے روپ میں آ رہا ہے، اور نبوتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چیلنج کر رہا ہے۔ تم خوش قسمت ہو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، آج تمہارے لیے کام کے دوسرے میدان ہیں۔ آج عالم اسلام کی نگاہیں ان درسگاہوں کی طرف لگی ہوئی ہیں جوان باتوں کو سمجھنے کی اہلیت وصلاحیت رکھتی ہیں

جارہے ہیں، آپ کے دارلسلطنت پر حملہ کیا جارہا، اگر آج امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ ہوتے تو میں یقین کرتا ہوں کہ شاید وہ فقہ کی تدوین بھی تھوڑی دیر کے لیے روک دیتے۔ تم خوش قسمت ہو کہ فقہ حنفی، فقہ شافعی کی تدوین کی سعادت تمہارے لیے مقدر نہیں ہے، اللہ کی حکمت بالغہ اور اسکی قدرت کاملہ نے اس کے لیے پہلے ہی انتظام کر دیا۔

تمہارا میدان:

تم خوش قسمت ہو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، آج تمہارے لیے کام کے دوسرے میدان ہیں، آج تمہارے لیے الحاد سے پنجہ آزمائی کا موقع ہے، تمہارے لیے دہریت و مادیت سے آنکھ ملانے کا موقع ہے یقین مانوں کہ اس سے امام ابوحنیفہ اور دیگر آئمہ کی روح نہیں بلکہ محمد عربی ﷺ کی روح خوش ہوگی۔ آج عالم اسلام کی نگاہیں ان درسگاہوں کی طرف لگی ہوئی ہیں جو ان باتوں کو سمجھنے کی اہلیت وصلاحیت رکھتی ہیں، جن کے بانیوں نے اپنے نصاب ونظام میں ان کی صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کی تھی، کہ جب عصر حاضر کا کوئی نیا فتنہ پیدا ہوتو ہمارے فضلاء اس کو سمجھ سکیں اور اس کا مقابلہ کرسکیں۔

الحاد و دہریت کا حملہ:

میرے عزیزو! جن کو یہاں کا قیام، یہاں کا نظام، یہاں کا نصاب عزیز ہو، جن کو یہاں کی تعلیم و تربیت اس لیے عزیز ہو کہ نئے خالدؓ وابوعبیدہؓ پیدا ہوں اللہ کی لاکھوں رحمتیں ہوں ان کی پاک روحوں پر لیکن ان کی بے چین روحیں زبان حال سے کہہ رہی ہیں کہ وہ اب قیامت تک نہیں پیدا ہو سکتے، ہم نے تلوار چلانے اور گردن کٹانے میں ایک لمحہ بھی تامل نہیں کیا، ہم نے اپنا کام ختم کرلیا لیکن آج سر کٹانے اور کاٹنے کی ضرورت نہیں ا، آج تو باطل سے آنکھیں ملانے کی ضرورت ہے، آج نبوت محمدی ﷺ پر تلواروں کا حملہ نہیں دلیلوں کا حملہ ہے، مادیت اور قوم پرستی کا حملہ ہے، جو عزیز طلبہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں رہ کر اس سلسلے میں کچھ کیا جاسکتا، ان کے لیے یہ سعادت مقدر ہے، وہ اس میں حصہ لے کر ان ابرار و اخیار اور ان شہداء والتقیا کی صف میں جگہ پاسکتے ہیں، جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دعوت کا ایک ایسا میدان ہے کہ جس کو اللہ تعالی نے محض اپنی اس حکمت کی بنا پر جس کا راز کوئی نہیں جانتا اس زمانے کے پست ہمتوں کے لیے مقدر کیا ہے کہ اس میں تھوڑی سی محنت سے تم بہت کچھ پاسکتے ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”من احيا سنتي عند فساد امتي فله اجر ماة شهيد“ کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ سنت کون سی ہے، بے شک اگر کوئی ایک سنت زندہ کرے گا تو سو شہیدوں کا اجر پائے گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ سنتی میں سنت کی اضافت جو آپ ﷺ نے اپنی طرف کی ہے اس کے معنی ہیں میرا چلن، میرا طریقہ، میرا دین اور میرا مسلک، اب ذرا غور کرو کہ رسول اللہ ﷺ جو دین لے کر آئے اس کی دعوت پر آج حملے ہورہے ہیں، ان کے مقابلے کے لیے اگر سربکف ہو کر کوئی میدان میں اتر آئے اور ان حملوں کے لیے سپر بن جائے تو اس کا مقام کیا ہوگا۔

غزل

عبدالوہاب سحرؔ قاسمی

جو ساری عمر اوروں کے لیے قربان ہوتے ہیں
سحرؔ ان بے کسوں کے دل میں بھی ارمان ہوتے ہیں
نہ تھی کچھ فکر جن کو زندگی میں میری حالت کی
گزرجانے پہ میرے آج وہ ہلکان ہوتے ہیں
تم اپنے لفظ پر نازاں ہو لیکن یہ خبر رکھنا
کہ یہ نشتر بھی ہوتے ہیں یہی درمان ہوتے ہیں
سفر میں زیست کے ماں باپ کی جن کے دعائیں ہوں
پہنچتے ہیں ثریا پر، وہی ذیشان ہوتے ہیں
گنواتے ہیں جو اپنی عمر ساری کسب دولت میں
بشکل خاک قبروں میں یہی انسان ہوتے ہیں
ہماری زندگی میں مشکلیں ہیں روز کی مہماں
کہ جس دن یہ نہیں آتی تو ہم حیران ہوتے ہیں
سحرؔ عزم مصمم کو بھی اپنے سنگ لے جاؤ
سنا ہے راستے سچائی کے سنسان ہوتے ہیں

صوبائی کنونشن برائے شمالی پنجاب

رپورٹ: عتیق الرحمن

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پنجاب کے زیر اہتمام ”صوبائی تربیتی کنونشن برائے شمالی پنجاب“ 12/11 مارچ بروز ہفتہ اتوار گوجرانوالہ میں منعقد ہوا، کنونشن کا آغاز بعد نماز مغرب تلاوت کلام پاک سے ہوا اور بعد ازاں ناظم پنجاب برادر بلال ربانی نے تفصیلی گفتگو کی۔ بعد نماز عشاء دوسری نشست ہوئی جس میں تنظیمی شعبہ جات پر صوبائی ذمہ داران سیر حاصل گفتگو کی۔ شعبہ جات کے تعارف کے بعد مذہبی سکالر مولانا ذیشان شوکت صاحب کا فکری واصلاحی بیان ہوا، اور ان کے بعد مرکزی امیر شوری ایم ایس او پاکستان برادر رانا ذیشان نے جہد مسلسل اور استقامت، پھر سابق ناظم اعلی ایم ایس او پاکستان برادر محمد احمد معاویہ نے ”الحاد ولادینیت اور اس کا سدباب“ کے عنوان سے گفتگو فرمائی، ان کے حضرات کے بیانات کے بعد ناظم اعلی ایم ایس او پاکستان نے صوبائی عاملہ کا احتساب لیا، احتساب کے بعد 11 مارچ کی دوسری نشست کا آخری بیان مرکزی ناظم عمومی ایم ایس او پاکستان برادر ارسلان کیانی نے ”ایم ایس او کی دعوت اور دعوت کا طریقہ کار“ کے عنوان سے کیا۔ نشست کے اختتام پر شرکاء کنونشن کو کھانا کھلایا گیا اور آرام کے لیے اجازت دے دی گئی۔

12 مارچ صبح نماز فجر کے بعد دوسرے دن کی نشست کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا، تلاوت کے بعد سابق ناظم اعلی برادر احمد معاویہ کی گفتگو ہوئی اور برادر بلال ربانی نے کارکن کے اوصاف بیان فرمائے۔ آخر میں مرکزی ناظم اعلی ایم ایس او پاکستان برادر سردار مظہر نے تفصیلی گفتگو کی، ناظم اعلی صاحب نے بیان سے قبل مختلف اضلاع اور یونٹس کے ذمہ داران کو دعوت دی کہ وہ اپنے تاثرات اپنے متعلقہ جماعتی کام اور مسائل کو بیان کریں۔

کنونشن کے آخر میں سیشن 2022/23 میں بہترین کارکردگی پیش کرنیوالے ذمہ داران وکارکنان کو شیلڈز پیش کی گئیں جس میں بہترین عصری تعلیمی ادارہ یونٹ ایوارڈ Ha_8 کالج کے یونٹ سیدنا امیر معاویہؓ اسلام آباد کو دیا گیا۔ اور بہترین دینی تعلیمی ادارہ یونٹ کا ایوارڈ مسلم ٹاؤن لاہور کے یونٹ سیدنا عمرؓ بن خطاب کو دیا گیا۔ بہترین ناظم ایوارڈ برادر بلال چودھری اٹک، بہترین ناظم عمومی ایوارڈ محمد شرجیل مغل نارووال، بہترین ناظم مالیات کا ایوارڈ شفیق الرحمان شیخوپورہ جبکہ بہترین ناظم تربیتی امور کا ایوارڈ ضیا الرحمان فیصل آباد کو دیا گیا اور بہترین ضلع ایوارڈ اسلام آباد کو دیا گیا۔ بہترین کارکن ایوارڈ مرزا محمد عظیم سیالکوٹ، مستقل مزاج کارکن حافظ عبد الماجد نارووال اور اویس شہیدؒ کے والد محترم کو بھی خراج تحسین ایوارڈ دیا گیا جسے برادر انعام لودھی نے وصول کیا۔ سیلاب میں دکھی انسانیت کی بہترین خدمت کرنے پر خدمت خلق ایوارڈ برادر عبد الحنان ٹوبہ ٹیک سنگھ دوسرا ایوارڈ برادر عثمان حیدر لاہور کو دیا گیا بہترین سیمینار کرانے پر ایم ایس او ضلع راولپنڈی کو ایوارڈ دیا بہترین میزبانی کرنے پر ایم ایس او ضلع گوجرانوالہ اور بہترین میزبان برادر حافظ مخدوم صاحب اور برادر خلیل صاحب کو بھی ایوارڈ دیئے گئے۔ شمالی پنجاب کے صوبائی کنونشن میں 15 اضلاع نے شرکت کی جس میں مری اسلام آباد اٹک راولپنڈی ٹیکسلا چکوال منڈی بہاؤالدین بھیرہ ضلع سرگودھا گجرات گوجرانوالہ سیالکوٹ نارووال شیخوپورہ لاہور فیصل آباد شامل ہیں ان اضلاع سے دو سو سے زائد ذمہ داران وکارکنان نے شرکت کی۔

صوبائی کنونشن برائے سندھ

رپورٹ: حسن عتیق

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن صوبہ سندھ کا 09/10 مارچ 2023 بروز جمعرات، جمعہ فکری، اصلاحی، تنظیمی، صوبائی کنونشن منعقد کیا گیا۔ جمعرات بعد نماز عصر کنونشن کا آغاز ہوا جو جمعہ 12 بجے تک جاری رہا۔ حصول برکت کے لیے پہلی نشست میں تلاوت اور نعت کا اہتمام کیا گیا، اس کے بعد صوبائی ذمہ دار برادر محمد صابر نے ''دعوت، اس کی اہمیت اور دعوت دینے کا طریقہ کار'' کے عنوان سے تفصیلی گفتگو کی، ان کے بعد ضلع نوشہرو فیروز کے ناظم برادر عبدالرحمن محمدی نے گفتگو کی، ناظم ضلع کے بعد ناظم سندھ برادر عمر فاروق عباسی نے ''نظام عدل اور ہمارا معاشرہ'' کے عنوان سے بہترین، مدلل و مفصل گفتگو فرمائی، پہلی نشست کا آخری بیان مرکزی ناظم تربیتی امور برادر عبدالرؤف چوہدری نے کیا، ان کا عنوان تھا ''نظریاتی جدوجہد کو درپیش چیلنجز، تحریک اور تنظیم میں فرق'' کے عنوان پر خوبصورت گفتگو کی۔

نماز اور کھانے کے وقفہ کے بعد دوسری نشست کا آغاز تلاوت کلام رب العلمین سے ہوا، تلاوت کے بعد صوبائی ذمہ دار سوشل میڈیا پہ عبور رکھنے والے برادر عادل انصاری نے ''سوشل میڈیا پر تنظیم اور نظریہ کا کام کیسے کریں'' کے عنوان پر کارکنان کو بریفنگ دی، اور رات کی آخری نشست سے سابق صوبائی ذمہ دار برادر مفتی عبدالرازق صاحب کی علمی، فکری اور اصلاحی گفتگو سے نشست کا اختتام ہوا۔

نماز فجر کے متصل بعد درس قران صوبائی تربیتی امور برادر حسن عتیق نے دیا انکے بعد صوبائی زمہ دار مفتی فیاض ہالیجوی صاحب نے کارکن اور منزل عنوان پہ بیان کیا، جمعہ کی پہلی نشست کا آخری بیان مرکزی ذمہ دار برادر عنایت اللہ فاروقی صاحب نے کیا۔ ناشتہ کے بعد حلقہ جات لگائے گئے جس میں صوبہ سندھ بھر سے آئے ہوئے کارکنان کو صوبائی ذمہ داران نے شعبہ جاتی حلقوں میں گفتگو کی اور کام کا طریقہ کار سمجھایا۔

حلقہ جات کے متصل بعد تنظیمی نصاب کا امتحان لیا گیا جس میں شعبہ حبیب کا امتحان دیا اور آخری نشست کا پہلا بیان سابق امیر شوری برادر صفدر صدیقی صاحب نے کیا، بیان کے بعد ایم ایس او کا طرہ امتیاز وہ فعل جو ایم ایس او کو ہر تنظیم سے ممتاز کرتا ہے احتساب کا عمل ہوا، مرکزی ناظم اعلی برادر سردار مظہر صاحب نے صوبہ سندھ کی کیبنٹ کا احتساب لیا، کارکنان کے سوالات سنے اور صوبائی عاملہ نے انہیں مطمئن کیا، احتساب کے بعد حسن کارکردگی پر سندھ بھر کے اضلاع میں ممتاز اضلاع کو شیلڈز دی گئی۔ کنونشن کی آخری نشست سے مرکزی ناظم اعلی نے گفتگو کی اور کارکنان کی تربیت کی، دعا کے ساتھ صوبائی کنونشن اختتام کو پہنچا۔

❁❁❁

سہولت

انور مسعود

اک ٹریفک انسپکٹر اس طرح گویا ہوا
کثرتِ خوراک سے کچھ اور برکت ہوگئی
توند میری ہوگئی ہے میز کی صورت دراز
اور بھی چالان لکھنے میں سہولت ہوگئی

تربیتی کنونشن

ضرورت، اہداف اور مقاصد

شعبہ تربیتی امور ایم ایس او پاکستان

روحانی اور علمی ترقی ہو یا نظریاتی پختگی یہ سب کچھ انسان کے اندر وہ جذبہ بیدار کرتی ہے جو کسی تحریک کی کامیابی میں اہم کردار ادا کرتا ہے یعنی قربانی کا جذبہ، چنانچہ تربیتی پروگرام کارکن کی علمی، عملی اور روحانی ترقی کا ذریعہ بن کر قربانی پر ابھارتے ہیں۔

مقاصد:

تربیتی کنونشن ہماری تنظیم میں بنیادی اہمیت کا حامل سمجھا جاتا ہے، جس میں ملک بھر سے کارکن اور زمہ دار طویل سفر کر کے تین دن کے لیے اپنے آپ کو مکمل طور پر تنظیم کے حوالے کرتے ہیں، اس دور میں جب کہ ہر کوئی وقت کی کمی کا رونا روتا نظر آتا ہے، ایک با مقصد مشن اور نظریے کے لئے طویل سفر کرنا، سفر کی مشکلات برداشت کرنا خاص کر طلبہ اور نوجوانوں کے لئے مشکل امر ہے۔لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ الحمدللہ ہر سال شوق اور شرکت دونوں میں اضافہ ہی نظر آتا ہے، جب کہ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کنونشن کی اہمیت کے پیش نظر ہر نظریاتی ساتھی کو اس کنونشن میں ضرور شرکت کرنی چاہیے، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی شرکت کو با مقصد بنانے کے لئے ہمہ تن کوشش اور توجہ کرے۔

تربیت سیکھنے کو کہتے ہیں، سیکھنے کا عمل توجہ کا تقاضہ کرتا ہے ،کنونشن سے متعلق ہدایات میں اس چیز کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ ہر شریک کو اس سے کچھ نہ کچھ حاصل کرنا آسان ہو لیکن اس سے قبل مختصراً تربیت کی ضرورت، مقاصد اور اہمیت پر نظر ڈالتے ہیں۔

ضرورت:

آیئے! ایک واقعہ پر نظر ڈالتے ہیں، ایک شیخ اپنے مریدوں کو پہلے دعوت سکھاتے اور پھر عملاً دعوت کا طریقہ بتلاتے، دونوں مقاصد کے لئے مقررہ دن تک تربیت کے لئے مرید یا کارکن شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے، صرف پہلا مرحلہ طے کرنے کے بعد دعوت کا کام کرنے کی اجازت نہ تھی، اس کے لئے دوسرا مرحلہ عملی تربیت کا حصول ضروری تھا، ایک کارکن نے دعوت سیکھنے کے بعد عملی تربیت کے حصول کو وقت کا ضیاع تصور کیا اور کہا کہ یہ بھی سیکھنے کی ضرورت ہے کہ ہم دعوت کا کام کیسے کریں ؟؟؟ یہ سوچ کر وہ کسی نواحی دیہات میں دعوت و تبلیغ کے لئے چل نکلا، جمعہ کا دن تھا جب جامع مسجد میں پہنچا تو ایک امام صاحب خطبہ دے رہے تھے اور خطبے میں احادیث اور احکام بیان کر رہے تھے جو سراسر جھوٹے اور غلط تھے، داعی صاحب کو غصہ آیا اور موقع غنیمت جان کر اختتام خطبہ پر کھڑا ہوا اور اعلان کیا کہ خطیب صاحب نے جو احادیث بیان کیں سب جھوٹی اور جو مسائل بتائے ہیں وہ سب غلط ہیں، لہٰذا اس کام کی وجہ سے خطیب صاحب کو یا تجدید ایمان کرنا ہوگی یا پھر سزا کے لئے تیار ہونا پڑے گا۔لوگوں نے جب یہ سنا کہ ایک اجنبی آدمی ایسی باتیں کر رہا ہے تو دیہاتی لوگ مل کر اس پر ٹوٹ پڑے اور مار مار کر اس کا حلیہ بگاڑ دیا۔اب داعی کو سمجھ آئی کہ غلطی ہوگئی، چنانچہ داعی زخموں سے چورا چور سیدھا اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی روداد بیان کی۔ شیخ نے کہا کہ ٹھیک ہے اب میں تمھارے ساتھ چلتا ہوں، شیخ اگلے جمعہ کو وہاں پہنچا تو خطیب صاحب

نے حسب سابق اپنا خطبہ دہرایا، اختتام خطبہ پر شیخ نے کھڑے ہوکر خطیب کے حق میں تقریر فرمائی اور اس کی تعریف میں خوب الفاظ استعمال کیے اور کہا کہ اس قدر قیمتی خطاب کرنے والا بہت ہی متبرک شخص ہے، اس کی داڑھی کا ایک بال جس کے پاس ہوگا وہ جنت کا مستحق ہوگا، یہ سننا تھا کہ عوام امام صاحب پر ٹوٹ پڑی، کوئی سر کے بال نوچ رہا تھا تو کوئی داڑھی کے بال، یوں تھوڑی دیر بعد امام صاحب خون میں لت پت زمین پر آگرے۔ شیخ نے اس کے کان میں جاتے جاتے کہا او بے کار انسان، اللہ اور اس کے رسول کے نام پر جھوٹے احکامات سنا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی سزا دنیا میں تو اتنی ہی ہے جب کہ آخرت کی سزا تو اس سے کئی گناہ بڑھ کر ہوگی، یہ سننا تھا کہ امام صاحب نے فوراً اسی حالت میں توبہ کر لی۔ شیخ کے مرید طالبعلم کو بھی غلطی کا احساس ہوا اور اس نے اگلے مرحلہ کے لیے تین ماہ کی عملی تربیت میں داخلے کی درخواست کردی۔ اس سے جہاں یہ سبق ملتا ہے کہ دعوت یا دین کا کام بغیر تربیت کے ممکن نہیں وہاں یہ بھی صاف واضح ہوگیا کہ تربیت نظریاتی اصولوں کو جاننے کا ہی بلکہ عملی حقائق کا نام ہے، اسی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر یہ ''تربیتی کنونشن و اجتماعات'' منعقد کیے جاتے ہیں۔

نظریاتی پختگی:

نظریاتی کارکن کسی بھی تحریک کا اہم عنصر ہوتے ہیں۔ کارکن کی نظریہ سازی کے لیے لٹریچر، دعوتی پروگرامات ابتدائی طور پر جب کہ اگلے مرحلہ میں نظریاتی پختگی کے لیے تربیتی اجتماعات میں شرکت ضروری ہوتی ہے۔ تربیتی پروگرام چاہے جس سطح کے بھی ہوں اس میں چونکہ منتخب اور مقرر کردہ اہم موضوعات پر تجربہ کار افراد بامقصد گفتگو کرتے ہیں جس سے سننے والوں کو بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے، اکثر مقررین میدان علم و عمل کا نمونہ ہوتے ہیں۔ جن کی گفتگو سے سامع کو عملی تربیت حاصل کرنا آسان ہوتی ہے۔ چونکہ تربیتی اجتماعات کے لیے انسان گھر بار اور کچھ عرصے کے لیے تمام مصروفیات ترک کر کے نکلتا ہے۔ اس لیے اس کی اہمیت قربانی لگنے کے سبب دوچند ہوجاتی ہے۔ اسی طرح علاقے، صوبے یا ملک بھر کے کارکنوں اور قیادت سے چند دن مل بیٹھنے کا موقع ملتا ہے جس سے باہمی حالات اور تحریکی معلومات کا تبادلہ آسان ہوتا ہے، غرض یہ کہ تربیتی اجتماع کا اہم مقصد کارکن کی نظریاتی پختگی ہے۔

علمی وروحانی ترقی:

تربیتی پروگرامات کا ایک اور مقصد علم اور روحانی طاقت میں ترقی ہے۔ اہل علم کی محفل میں بیٹھ کر ان سے کسب فیض کے ساتھ دنیا سے ترک تعلق کر کے تین دن محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دین کی فکر میں لگانے سے انسان کے اندر روحانی طاقت کا خود بخود اضافہ ہوتا ہے، اس کا نتیجہ دین کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے جذبے کے طور پر سامنے آتا ہے۔ روحانی اور علمی ترقی ہو یا نظریاتی پختگی یہ سب کچھ انسان کے اندر وہ جذبہ بیدار کرتی ہے جو کسی تحریک کی کامیابی میں اہم کردار ادا کرتا ہے یعنی قربانی کا جذبہ، چنانچہ تربیتی پروگرام کارکن کی علمی وروحانی ترقی کا ذریعہ بن

> دعوت یا دین کا کام بغیر تربیت کے ممکن نہیں اور تربیت محض نظریاتی اصولوں کو جاننے کا نہیں، بلکہ عملی حقائق کا نام ہے، اسی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر یہ ''تربیتی کنونشن و اجتماعات'' منعقد کیے جاتے ہیں۔
> نظریاتی کارکن کسی بھی تحریک کا اہم عنصر ہوتے ہیں۔ کارکن کی نظریہ سازی کے لیے لٹریچر، دعوتی پروگرامات ابتدائی طور پر جب کہ اگلے مرحلہ میں نظریاتی پختگی کے لیے تربیتی اجتماعات میں شرکت ضروری ہوتی ہے۔

کر قربانی پر ابھارتے ہیں ، یہی وہ جذبہ ہوتا ہے جو کسی نظریاتی تحریک کو کامیابی کی منزل تک پہنچا کر دم لیتا ہے۔

عمل کا جذبہ:

تربیتی اجتماع میں ایک تو عام شرکاء یعنی سامع ہوتے ہیں ،دوسرے اجتماع کا نظم ونسق چلانے والے ارکان یا زمہ داران،ظاہر ہے کہ زمہ دار پرانے تحریکی ساتھی ہی ہوا کرتے ہیں جو کسی وقت اسی طرح عام سامع کی طرح ان اجتماعات میں شریک ہوا کرتے تھے،ان میں سے اکثر کو کارکن جانتے ہوتے ہیں ،اب اجتماع میں شریک ذمہ دار جہاں تقاریر ودیگر ذرائع سے تربیت دیتا ہے،وہاں عام کارکن، زمہ داران کو ان پروگرامات کا نظم ونسق چلانے نظم وضبط قائم رکھنے اور شرکاء کو ڈیل کرتے دیکھتا ہے تو اس میں عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، یوں ایک عملی تربیت کا ذریعہ پیدا ہوجاتا ہے۔ یہ ایک ایسا پہلو ہے جس کی طرف عام طور پر تربیتی پروگرام میں شریک ہونے والوں کو درکنار اس کے نظم چلانے والوں کی بھی توجہ نہیں جاتی، جب کہ یہ ایک لطیف مگر فائدہ مند پہلو ہے، یہاں تمام مقاصد اور فوائد کا تذکرہ یا احاطہ ممکن نہیں، اس لیے یہ نہ سمجھا جائے کہ تربیتی پروگراموں کے مقاصد ان ہی میں محدود ہیں۔

> اہل علم کی محفل میں بیٹھ کر ان سے کسب فیض کے ساتھ دنیا سے ترک تعلق کر کے تین دن محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دین کی فکر میں لگانے سے انسان کے اندر روحانی طاقت کا خود بخود اضافہ ہوتا ہے،اس کا نتیجہ دین کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے جذبے کے طور پر سامنے آتا ہے۔
> اجتماع میں شریک ذمہ دار جہاں تقاریر ودیگر ذرائع سے تربیت دیتا ہے،وہاں عام کارکن، زمہ داران کو ان پروگرامات کا نظم ونسق چلانے، نظم وضبط قائم رکھنے اور شرکاء کو ڈیل کرتے دیکھتا ہے تو اس میں عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، یوں ایک عملی تربیت کا ذریعہ پیدا ہوجاتا ہے۔ یہ ایک ایسا پہلو ہے جس کی طرف عام طور پر تربیتی پروگرام میں شریک ہونے والوں کو درکنار اس کے نظم چلانے والوں کی بھی توجہ نہیں

اھداف:

تربیتی پروگرام کا ہدف یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ تحریک کی دعوت پر لبیک کہہ کر اس کے ساتھ کام کرنے کے لئے تیار ہوں ان کی عملی ونظریاتی تربیت کر کے ان کو مستقبل میں تحریک کی قیادت وسیادت کے قابل بنایا جائے اور یہ ہدف تحریک کی حد تک محدود نہیں بلکہ یہ تربیت یافتہ نظریاتی قیادت مستقبل میں ملک اور قوم کی قیادت کا فریضہ انجام دینے کے قابل ہو،اور ہماری تحریک کے مقاصد میں شامل ہے کہ ملک کی تعمیر وترقی کے لئے صالح، باکردار قیادت کی تشکیل کی جائے اور یہ تربیتی اجتماعات قیادت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔اسی طرح تربیتی اجتماعات کا یہ بھی ہدف ہوتا ہے کہ ماہوار، سہ ماہی، ششماہی، یا سالانہ تربیتی اجتماعات میں شرکاء کی تعداد اور کام کی رفتار کا جائزہ لیا جاسکے۔اور یہ بھی اندازہ لگایا جاسکے کہ ہمارا دعوتی کام کس حد تک درست اور کامیاب جا رہا ہے۔اس طرح ان اجتماعات کے انعقاد میں باقاعدگی، نظم وضبط ،اجتماعات کی کامیابی سے مقامی، ضلعی ،صوبائی ،یا ملکی زمہ داران کی کارکردگی جانچنے کا موقع ملتا ہے، یوں یہ تربیتی اجتماعات ایک آلے کی طرح کام کی رفتار ماپنے کا کام دیتے ہیں۔

اسلام کے معلمِ اول

محمد توصیف خالد خانیوال

مدینہ منورہ کا روحانی ماحول ہے۔سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی مجلس لگی ہوئی ہے،صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد ستاروں کی مانند علم و عمل کی روشنی سے مستفید ہو رہے ہیں، اتنے میں ایک خستہ حال نوجوان پیوند لگے ہوئے معمولی ٹاٹ کا لباس زیبِ تن کیے نمودار ہوتا ہے۔محفل میں موجود ہر شخص کی تعجب خیز نگاہیں اس نوجوان پر مرکوز ہو کر رہ گئیں۔مہر سکوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے توڑا: ”یہ وہ نوجوان ہے کہ مکہ میں اس سے زیادہ ناز پروردہ کوئی نہ تھا،لیکن خدا اور رسول کی محبت میں اس نے سب آسائشوں کو خیر باد کہہ ڈالا“ (ابن سعد)

یہ تھے عمیر کے فرزند،قبیلہ عبدالدار سے تعلق رکھنے والے، خوش پوشاک اور باوجاہت شخصیت کے مالک مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو اپنی سلامت طبع اور حسن گفتار کی وجہ سے اپنے ہم عصروں پر ہر لحاظ سے فائق تھے۔والدہ حناس بنت مالک نے انتہائی محبت اور ناز و نعم سے پالا تھا،عمدہ سے عمدہ پوشاک اور لطیف سے لطیف خوشبو جو اس وقت میسر آسکتی تھی،استعمال کرتے تھے۔

نفاست طبع کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب کو آئینہ کی طرح شفاف اور حق شناس بنایا تھا۔جب مکہ مکرمہ میں توحید کی ضیاء پاش کرنیں پھوٹنے لگیں،متلاشیانِ حق پروانہ وار اسلام کی دعوت کو سینے سے لگا کر حق کی پیاس بجھانے لگے،مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی حق شناسی اور سلامتِ طبع کی بناء پر اپنے آبائی دین کو چھوڑ دیا اور آستانہ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہو کر ”السابقون الاولون“ کی مقدس صف میں شامل ہو گئے۔یہ وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کا نام لینا گویا جان جوکھوں میں ڈالنا تھی،آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے پہل تو اپنا اسلام لانا چھپائے رکھا،لیکن ایک روز عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا، چنانچہ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان والوں تک یہ بات پہنچا دی۔جس کے نتیجے میں آپ رضی اللہ عنہ کو سخت ترین آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔محبت نفرت میں بدل گئی اور دین حق کا دامن تھامنے والے اس مردِ مجاہد پر زمین باوجود اپنی وسعتوں کے تنگ کر دی گئی۔(حیات الصحابہ)

ایک عرصہ تک قید تنہائی کی اذیتیں صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کرتے رہے،لیکن جب زندانِ خانہ کی تلخیوں سے دل برداشتہ ہو گئے،تو دنیاوی نعمتوں اور سامانِ عیش و عشرت کو ترک کر کے امن و سکون کے لیے سرزمین حبشہ کی راہ لی۔کچھ عرصہ حبشہ میں رہے، پھر واپس سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مکہ مکرمہ حاضر ہوئے،زندگی کے تلخ واقعات نے آپ کو نہایت مضبوط اعصاب کا مالک بنا دیا تھا۔آپ رضی اللہ عنہ اپنا زیادہ تر وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک مجلس میں گزارتے۔دینی تعلیم کے حصول میں انتہائی ذوق و شوق کا مظاہرہ کرتے،لہذا کچھ ہی دنوں میں معتبر عالم کی حیثیت سے پہچانے جانے لگے۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے کمالات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ جوہر شناس تھے،لوگوں سے ان کی صلاحیت و استعداد کے مطابق کام لینے کا خوب طریقہ اور ڈھنگ آتا تھا۔مدینہ میں اسلام کی

اشاعت کا دوسرا سال تھا، بارہ اشخاص نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر ایمان و اسلام کی بیعت کی، ساتھ ساتھ دین کی تعلیم و تلقین کے لیے معلم کی درخواست کی، تاکہ دین کے کام کو بہتر اور اچھے انداز میں آگے بڑھایا جاسکے، چنانچہ سرکار دوعالم ﷺ کی اسلام کے پہلے سفیر و معلم کے انتخاب کے لیے نگاہ جوہر شناس مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر ٹھہر گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زادِ سفر کے طور پر چند زریں نصائح کیں، اور یہ مختصر سا قافلہ مدینہ کی جانب روانہ ہوا۔ (ابن سعد)

مدینہ میں دعوت اسلام کا آغاز آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے کلمہ گو مسلمانوں کی ایک جماعت آپؓ نے تیار کرلی، مسلمان نماز و تلاوت سیکھنے کے لیے کبھی حضرت اسعد اور کبھی بنو ظفر کے مکان پر جمع ہوتے تھے۔ ایک دن حضرت اسعدؓ بن زرارہ کے خالہ زاد بھائی نے اسید بن حضیر رضی اللہ کو دعوت دین کے کام سے باز رہنے اور ڈرانے کے لیے حضرت مصعبؓ کے پاس بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مرعوب ہوئے بغیر انتہائی نرم لہجے میں بیٹھنے کو فرمایا اور اسلام کی دعوت کا آغاز سورہ زخرف کی چند آیات مبارکہ سے کیا۔ قرآن اہل طلب کے لیے کتابِ ہدایت ہے۔ اسید رضی اللہ عنہ نے جب اللہ کے کلام کی چند آیات سنی تو دل پر اثر ہوا، فوراً ہی اسلام لے آئے۔ اس طرح سفیر اسلام کی دعوت پر قبیلہ کے سردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ یوں حکمت و دانائی سے مدینہ کے اکثر لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی درخواست پر مدینہ میں پہلی مرتبہ جمعہ کا قیام عمل میں آیا۔ (حیات الصحابہ)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبان و بیان کی شیرینی کے ساتھ شجاعت و بہادری سے بھی وافر حصہ عطا کیا تھا۔ چنانچہ کفر اور اسلام کے مابین ہونے والے معرکہ بدر میں آپ پیش پیش تھے، مہاجرین کا سب سے بڑا علم آپ کے ہاتھ میں تھمایا گیا تھا، جو کہ بہت قابل رشک اعزاز ہے۔

3ہجری شوال میں ہونے والی جنگ احد میں بھی آپؓ نے بے مثال جرات و بہادری کا مظاہرہ کیا۔ شجاعت و بہادری کی مثال تاریخ کے حامل ہونے کی بناء پر مسلمانوں کے جھنڈے کی حفاظت کے لیے اس مرتبہ بھی آپ کا تقرر ہوا۔ دونوں ہاتھوں کو کٹوا کر بھی آپؓ علمِ توحید کی حفاظت سینہ سے لگا کر کرتے رہے۔ اس جنگ میں ایک اتفاقی غلطی کی وجہ سے مسلمانوں میں بھگدڑ مچ گئی تھی، میدان جنگ سے کچھ مسلمان منتشر ہونے لگے، لیکن علمبر دارِ توحید تنِ تنہا بے جگری اور ثابت قدمی سے لڑتا رہا، بالآخر قرآن پڑھتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کی۔ تجہیز و تکفین کا مرحلہ آیا تو ناز و نعم سے پلے ہوئے، خوش پوشاک زیب تن کرنے والے مکہ کے نوجوان کے جسم کو چھپانے کے لیے ایک کپڑا بھی میسر نہ تھا۔ آقا ﷺ نے اس جوانِ رعنا کو اس خستہ حالت میں دیکھا تو آنکھیں اشک بار ہوگئیں، اور یہ آیات تلاوت فرمائیں۔ ”من المومنین رجال صدقوا ما عاھدو اللہ علیہ“ (احزاب)۔ مومنوں میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو سچا کر دکھایا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبان و بیان کی شیرینی کے ساتھ شجاعت و بہادری سے بھی وافر حصہ عطا کیا تھا۔ چنانچہ کفر اور اسلام کے مابین ہونے والے معرکہ بدر میں آپ پیش پیش تھے، مہاجرین کا سب سے بڑا علم آپ کے ہاتھ میں تھمایا گیا تھا، جو کہ بہت قابل رشک اعزاز ہے۔

کبھی اے نوجوان مسلم تدبر بھی کیا تو نے؟؟

عبدالرؤف چوہدری

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان دینی وعصری طلبہ کی نمائندہ تنظیم ہے جو وطن عزیز پاکستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے مدارس دینیہ، سکول، کالج اور یونیورسٹیوں میں مضبوط، منظم اور مربوط انداز میں کام کر رہی ہے۔ مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان نوجوانوں کی ایک ایسی کھیپ تیار کر رہی ہے جو وطن عزیز کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کی محافظ ہو۔ جو نباض شناس ہوں اور معاشرے میں پھیلے ہو ناسور کا خاتمہ کر کے معاشرے کو درست سمت چلانے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ ایسے نوجوان جو دینی وعصری تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوں اور وطن عزیز کے باسیوں کو الجھنوں سے نکال کر ان کے مسائل حل کرنے کا ڈھنگ جانتے ہوں۔ ایسے نوجوان جو جہاں محب وطن پاکستانی شہری ہوں وہیں پر وہ اس بات سے بھی واقف ہوں کہ ہم آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہیں، بحیثیت مسلمان ہمارے اوپر کون کون سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے طفیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو عوام الناس میں اجاگر کرنے کا جذبہ رکھتے ہوں۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان نوجوانوں میں شاعر مشرق، مفکر پاکستان، حکیم الامت علامہ اقبال مرحوم کی فکر کو بیدار کرنا چاہتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اقبال کی فکر تھی کیا جس کو آج مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پاکستان نوجوانوں میں اجاگر کرنا چاہتی ہے؟ تو یہ جان لیجیے کہ اقبال مرحوم کا اصل مخاطب نوجوان تھے جن کو انہوں نے بار بار اپنی شاعری میں مخاطب کیا ہے۔ چنانچہ اقبال مرحوم اپنی مشہور نظم میں نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبّر بھی کیا تُو نے
وہ کیا گردُوں تھا تُو جس کا ہے اک ٹُوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبّت میں
کُچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا

اقبال رحمہ اللہ نے اپنا مخاطب نوجوانوں کو ہی کیوں بنایا؟ کیونکہ نوجوانی کی عمر انسان کی زندگی کا قوی ترین دور ہوتا ہے۔ بلاشبہ نوجوان ہی امت مسلمہ کا قیمتی سرمایہ ہے۔ اور کسی بھی قوم میں نوجوان ریڈھ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ باہمت، باشعور، متحرک، پرجوش اور پرعزم نوجوان ہر زمانے میں اسلامی انقلاب کے نقیب رہے ہیں۔ وہ قومیں خوش نصیب ہوتی ہیں جن کے نوجوان فولادی ہمت اور بلند عزم واستقلال کے مالک ہوتے ہیں۔ کامیابی ہمیشہ ان قوموں کا مقدر ہوتی ہے جن کے نوجوان مشکلات سے گھبرانے کے بجائے دلیری سے مقابلہ کرنے کا ہنر جانتے ہوں۔ وہ قومیں ہمیشہ سرخرو رہتی ہیں جن کے نوجوان طوفانوں سے ٹکرانے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔ جوانی وہ عرصہ حیات ہے کہ جس میں ہمتیں جوان اور حوصلے بلند ہوتے ہیں۔

یہی وجہ تھی کہ اقبال نے نوجوانوں کو خود کو پہچاننے کا درس دیا اور ''خودی'' کے نام پر نوجوانوں کے لیے اپنی شاعری اور مضامین کا کثیر ذخیرہ چھوڑا۔ وہ چاہتے تھے کہ نوجوان خودشناسی سے خداشناسی کا سفر طے کریں، اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کریں اور بڑے قومی مقاصد کے لیے

اپنے آپ کو دوسروں پر غالب کرنے کی کوشش کریں اور اپنے سماج سے ہر قسم کی برائی کو ختم کر کے ایک مثالی معاشرہ قائم کرنے کی کوشش کریں، جس میں امن وسلامتی، برداشت ورواداری، اخوت وسخاوت اور محبت جیسی خوبیاں موجود ہوں۔ علامہ اقبال چاہتے تھے کہ نوجوانوں کے خیالات بلند ہوں، انسان کامل اور مردمومن بننے کی خواہش ان کے دل کے اندر موجود ہو۔ اقبال نے خودی کو بطور نظریہ پیش کیا۔ زندگی کے ہر پہلو میں اس کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ ہر عمر کے فرد کے لیے اس کو لازمی قرار دیا۔ خاص کر نوجوان طبقہ، جس کو آنے والی نسل کی ڈور سنبھالنی تھی۔ اقبالؒ نے بار ہا اپنے کلام سے یاددہانی کرائی کہ مسلمانوں سے چھن جانے والی طاقت اور حرمت اس کی ذات سے منسلک ہے اور ضرورت صرف اس کی پہچان کرنے کی ہے۔ اس کو صحیح سمت میں استعمال کرنے کی ہے۔ علامہ اقبال نے فرمایا:

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

علامہ اقبال کی آرزو تھی کہ مسلمان نوجوان شاہین بنیں، کیونکہ شاہین ایک ایسا پرندہ ہے جو خوددار اور غیرت مند ہے۔ دوسروں کا مارا ہوا شکار نہیں کھاتا، اپنا آشیانہ نہیں بناتا، خلوت پسند ہے اور تیز نگاہ ہے۔ علامہ اقبال چاہتے تھے کہ یہی خصوصیات نوجوانوں میں پیدا ہو جائیں تو وہ ایک مثالی قوم کی تشکیل کر سکتے ہیں۔ علامہ اقبال نے فرمایا میں بزرگوں سے ناامید ہوں آنے والے دور کی بات کہنا چاہتا ہوں، جوانوں کے لیے میرا کلام سمجھنا اللہ تعالیٰ آسان کردے تا کہ میرے شعروں کی حکمت اور دانائی ان کے دلوں کے اندر اتر جائے اور وہ انسان کامل بن جائیں۔ علامہ اقبال نے فرمایا

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
تیرے سامنے آسماں اور بھی ہیں
نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں

تعجب خیز مگر حقیقت پر مبنی بات

☆ ...اسلام آزادی کا نہیں، عبدیت کا درس دیتا ہے۔
☆ ...اسلام مساوات کی بجائے عدل وانصاف کا علم بردار ہے۔
☆ ...اسلام میں ترقی کا معیار دولت، رنگ ونسل نہیں بلکہ تقوی ہے۔
☆ ...اسلام حقوق لینے کا حکم نہیں دیتا بلکہ فرائض پورے کرنے کا حکم دیتا ہے۔

وطن عزیز پاکستان کی نصف سے زائد آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ اتنی کثیر آبادی اپنے مستقبل بارے مایوسی، ناامیدی اور شکستہ دلی کا شکار ہے۔ انہیں ایک ایسے رہبر ورہنما کی تلاش ہے جو انہیں ان خطوط پر چلا سکے جن کی نشان دہی شاعر مشرق علامہ محمد اقبال اور قائداعظم کر گئے تھے۔ علامہ مرحوم اپنی قوم کے شباب کو سست الوجود، کاہل اور نکما ہونے کی بجائے چست، تعلیم یافتہ اور محنت کرنے والا دیکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ محنت ومشقت پر ابھارتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

علامہ مرحوم نوجوانوں کو ملت ابراہیمی سے جوڑنے اور اتحاد ملت کا درس ان الفاظ میں دیتے ہیں:

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی ایک، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

علامہ اقبال مرحوم کی فکر اور فرامین کو عملی جامہ پہنانے کے لیے آج ایم ایس او پاکستان کے یہ نوجوان کوشاں ہیں اور اپنا شب وروز ایک کیے ہوئے ہیں۔ اس درسگاہ سے نکلنے والا ہر ذرہ خورشید جہاں دکھائی دے رہا ہے۔ اور ان شاء اللہ اس چمن کی خوشبو پورے عالم میں پھیلے گی اور مسلم امہ کے اس بکھرے ہوئے شیرازے کو یکجا کر کے دم لے گا۔

روشنی

سعد اعجاز عباسی

کرکٹ میچ زور وشور سے آخری مراحل میں داخل ہو چکا تھا۔ ایک طرف کالج کی ٹیم تھی اور دوسری طرف اس کے برعکس مدرسے کی ٹیم تھی۔ حافظ محمد کلب جیت کے قریب تھا۔ سورج ڈھلنے کو آیا تھا تمام سایوں پر سنہری پانی چڑھ چکا تھا۔ آخر کار میچ کا فیصلہ ہوا اور حافظ محمد کلب جیت سے ہمکنار ہو گیا۔ تمام طالبعلم خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔ دوسری طرف کالج کی ٹیم کے چہروں پر گہری مایوسی تھی اکثر کھلاڑی شعلہ بار نظروں سے دوسری ٹیم کا جشن دیکھ رہے تھے سنہری دھوپ بالکل ٹھنڈی ہو چکی تھی سورج آدھا ڈھل چکا تھا جیسے سونے کا تھال کسی پہاڑی کے پیچھے گر رہا ہو۔

یہ مدرسے کی ٹیم آپ لوگوں سے جیت گئی؟ سر حمید کا لہجہ طنز بھرا تھا – آپ کو کیا سہولت نہیں دی جاتی پریکٹس کے لئے آپ فائنل ہمیشہ ان سے ہار جاتے ہو؟ سب لڑکوں کے سر جھکے تھے کسی کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

”محبت“ کہیں پیچھے سے آواز گونجی سب گردنیں گھومی سر نے استفہامیہ نظر علی پر ڈالی کیا مطلب؟ ان کی آنکھیں سکڑیں۔ علی اپنی نشست سے کھڑا ہوا سر جب ہم میدان میں اترتے ہیں تو ان کو دیکھ کر تمام لڑکوں کو لگتا ہے کہ یہ کوئی عجیب مخلوق ہے بڑھی ہوئی داڑھیاں کپڑوں سے عطر کی خوشبو .... سر ہم ان سے ہار جانے کے خوف سے کھیلتے ہیں۔ یہ ڈر ہوتا ہے کہ کسی بھی ٹیم سے ہار جائیں لیکن مدرسے کی ٹیم سے نہ ہاریں۔ عجیب سی دیوار حائل ہے حقارت یا شاید نفرت کچھ بھی کہہ لیں ہمارے ہر کالج کے طالب علموں سے روابط ہیں ان کے ساتھ بیٹھنے میں عار محسوس کرتے ہیں یہی وجہ ہے سر ہار جانے کی۔۔۔ یہ وجہ کیسے ہو سکتی ہے اور کیوں کہ ہمیں ان سے نفرت ہو گی ہمارے لئے فخر کا مقام ہے وہ دین کے راستے پر کوشاں ہیں؟ سر نے ناسمجھی میں سر ہلایا، اگر یہ وجہ نہیں تو ہم نے آج تک مدرسے کا دورہ کتنی بار کیا حالانکہ ٹورنامنٹ سے پہلے سب کالجز کا دورہ ہوتا ہے۔ لیکن کبھی مدرسے کا دورہ نہیں ہوتا۔ کتنے لڑکوں کے دوست مدرسے سے ہیں؟ علی بول رہا تھا اس کے چہرے پر کوئی اثر نہیں تھا نہ طنز نہ حقارت بس جیسے کوئی دل کا زخم ہو۔

علی کالج کا ہونہار طالب علم تھا اور ٹیم کا کپتان اور اپنے گروپ کا ایلفا (یہ لفظ the wolf alpha) سے نکلا ہے۔ جس طرح بھیڑیوں کا ایک لیڈر ہوتا ہے۔ تم کیا چاہتے ہو؟ سر نے ہار مانتے ہوئے کہا وہ جانتے تھے کہ علی سے بحث میں جیتنا مشکل ہے سر ہم ایک ٹیم بنائیں گے جس میں چھ کھلاڑی مدرسے کے ہوں اور باقی چھ کالج کے۔۔۔ سر ہم مثال تو قائم کر سکتے ہیں کہ ہم کوئی ایک دوسرے کے لئے عجیب مخلوق نہیں بس مسلمان بھائی ہیں اور ہمیں ایک دوسرے کی ضرورت ہے وہ نہیں مانیں گے؟ عمیر نے ٹھوکا دیا۔۔۔ وہ مجھ پر چھوڑ دیں علی نے اپنی انگلی سینے پر رکھی اور سب نے واقعی علی کا یقین کر لیا۔ کیا آپ لوگوں کو نہیں لگتا کہ ہمیں ایک فورم پر ہونا چاہیے تاکہ ہمارے درمیان یہ نہ نظر آنے والی دیوار ختم ہو ہماری ایک ٹیم ہو کوئی تفریق نہیں سچ پوچھیں تو ہمیں سب سے زیادہ اتحاد اور ایک دوسرے کی ضرورت ہے علی آج مدرسے میں تھا اور طلباء سے بات کر رہا تھا۔ ۔۔سب ابھی تائیدی نظروں سے دیکھ رہے تھے کہ ایک طالب علم بول

اٹھا۔ آپ ''MSO'' سے ہیں؟

علی نے ابرو اچکائے اور ناسمجھی کا اظہار کیا علی بھائی ایک تنظیم ہے مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن اس کا بھی یہی منشور ہے۔ انتہائی نظم وضبط سے ہر علاقے میں کام کرتی ہے۔۔۔ نہیں ایسا تو نہیں لیکن اگر ایسا ہے تو بہت خوشی کی بات ہے۔۔۔ علی نے خوشی سے کہا کل ہی اس کا اجلاس ہے ادھر مدرسے میں آپ ضرور آیئے گا'' اور آپ جو درخواست لے کر آئے ہیں اس پر عمل درآمد ہوگا ایک اور طالبعلم بولا۔ اور علی مسکراتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔

جمعہ کا دن تھا علی دن بھر MSO کے بارے میں سوچتا رہا جمعہ کی نماز کے بعد اجلاس شروع ہوا۔ چار خوبرو علماء حضرات طلباء کے برابر چٹائی پر بیٹھ گئے علی اور اس کے ساتھ دوست غور سے بات سن رہے تھے جب ایک بات نے انہیں چونکا دیا ایک صاحب فرما رہے تھے "ملا اور مسٹر جیسی ترجیحات کا خاتمہ ''علی کو لگا اسے اس کا مقصد مل گیا۔ اس نے محبت کا ایک قدم بڑھایا تھا اور اللہ نے اس کو اس کی منزل کا تعین کروادیا خوشی اس کے چہرے پر رقصاں تھی۔

میچ شروع ہو چکا تھا آج ٹیم میں الگ رنگ تھا آج بھائی چارے کا منظر ڈھلتا سورج دیکھ رہا تھا۔ تمام طلباء ایک دوسرے کو عزت سے پکار رہے تھے نہ کسی کو عطر کی خوشبو عجیب محسوس ہو رہی تھی نہ کوئی حقارت تھی بس محبت تھی۔

میچ اس بار رائز کالج سے تھا اور جب فیصلہ ہوا تو MSO کی ٹیم جیت چکی تھی۔ لیکن ان کی منزل یہ جیت نہ تھی وہ کچھ ثانیوں بعد رائز کلب کی ٹیم کے ساتھ کھڑے تھے اور اس روشنی سے ان کو بھی منور کر رہے تھے جوان کو جمعے کے روز ملی تھی۔ اور ڈھلتے سورج کی ٹھنڈی کرنیں ایک دم کسی جوش سے گرم محسوس ہو رہی تھیں۔

۞۞۞

بقیہ: معلمِ اعظم ﷺ کا طریقہ تعلیم

ایسے لغوتر مطالبے پر بھی آپ ﷺ نے برا بھلا کہنے کے بجائے ایسے من موہنے انداز سے سمجھایا کہ وہ عفت و پارسائی کے پیکر بن گئے۔

نیز خود غرضی اور مال و دولت کے حصول کو مقصد اصلی بنانے کے بجائے اس کی خیر خواہی اور اچھے مستقبل کو اپنا مطمح نظر بنائیں۔ آج استاذ و شاگرد کے درمیان احترام و محبت کا جو فقدان نظر آتا ہے اس میں اس کا بہت بڑا رول ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو سیرت مصطفی ﷺ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۞۞۞

آزاد کردہ غلاموں کی تعداد

☆ ...نبی کریم ﷺ نے اپنی عمر مبارک میں 63 غلام آزاد کیے۔

☆ ...سیدہ عائشہؓ نے 69 غلام آزاد کیے۔

☆ ...عم رسول سیدنا عباسؓ نے 80 غلام آزاد کیے۔

☆ ...سیدنا عثمان غنیؓ نے اپنی شہادت والے 20 غلام آزاد کیے۔

☆ ...حضرت حکیم بن حزامؓ نے کل 100 غلام آزاد کیے۔

☆ ...حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے 1000 غلام آزاد کیے۔

☆ ...حضرت ذوالکلاع حمیری نے ایک دن میں 8000 غلام آزاد کیے۔

☆ ...حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے کل 30 ہزار غلام آزاد کیے۔

ان غلاموں کو آزاد کر کے چھوڑ نہیں دیا گیا۔ بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کا پورا پورا خیال رکھا گیا۔ ان میں بعض غلام ائمہ وقت کہلائے مثلاً:

نافع مولی ابن عمر، سالم مولی حذیفہ، عطا بن ابی رباح، طاوس بن کیسان، ایوب سختیانی، مکحول دمشقی، سلمہ بن دینار، یزید بن حبیب، محمد بن عجلان اور عبداللہ بن عون جیسے جلیل القدر ائمہ محدثین کے نام شامل ہیں۔

☆ ☆ ☆

معلمِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طریقہ تعلیم

ابن عبدالوحید میر راولپنڈی

چودہ سو سال پہلے عرب کے قبائلی معاشرے میں عمر کے چالیس برس گذارنے والے اُمی فرد کے قلب پر وحی کا نزول ہوتا ہے اور وہ رہتی دنیا کے لیے معلم اعظم بن جاتے ہیں۔لفظ اقراء سے نبوت کا آغاز ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات تمام انسانوں کے لیے نمونہ قرار پائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ”مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے“ کے ذریعے اپنا مقام واضح کر دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اہل عرب میں جب تعلیم وتربیت کا آغاز فرمایا تو وہ قوم کمزور اور ناتواں تھی، ان پڑھ اور جاہل تھی، زندگی گزارنے کے سلیقے اور تہذیب وتمدن سے نا آشنا تھی، قتل وغارت کی خوگر، ظلم وتشدد کی آخری حدوں کو چھو رہی تھی، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تشریف لا کر اس قوم کی کایا پلٹ دی، ان کے دل ودماغ میں انقلاب پیدا کر دیا، ان کے اخلاق کی قدریں بدل گئیں، معلم اعظم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کمال ہے کہ انہوں نے اس جاہل قوم کی اتنی بڑی تعداد کو زیورِ تعلیم سے مزین فرما دیا کہ وہ لوگ آنے والوں کیلئے علم کی روشن ضیاء ثابت ہوئے۔

اس عظیم مقصد کے لئے غار حرا سے اترتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمہ تن مصروف عمل ہو گئے۔ پہلے گھر اور خاندان کو دعوت دی پھر قبیلہ کو متوجہ کیا، دورِ نبوت کا ہر لمحہ گواہ ہے کہ آپ اپنے مقصد میں کبھی مصلحت یا مداہنت کا شکار نہیں ہوئے۔قرآن کریم میں اس کیفیت کی تصویر کشی کچھ اس طرح ہے کہ: ”کہہ دو کہ اے کافرو میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو، نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں، تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔“ (سورۃ الکافرون)

لوگوں کا مذاق سہا، گالیاں سنیں، پتھر کھائے، شعب ابی طالب کی گھاٹی میں محصور کیے گئے، حتی کہ اپنے محبوب شہر مکہ سے ہجرت پر مجبور ہوئے، دنیاوی ترغیبات، تخت وتاج پیش کیے گئے جن کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ٹھکرا دیا مگر مقصد سے ایک لحہ کو بھی غافل نہ ہوئے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، کہ اچانک سامنے سے ایک شخص نمودار ہوا، جس کے کپڑے بہت اجلے سفید، اور بال بہت ہی سیاہ تھے۔اس شخص پر سفر کا کوئی اثر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔لیکن ہم سب اس سے نا آشنا بھی تھے۔یہ (بڑے احترام سے) حاضرین کے حلقہ سے گزرتا ہوا آگے بڑھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔اور اپنے دونوں گھٹنے حضور کے گھٹنوں سے ملا دیے۔اور اپنے ہاتھ حضور کی رانوں پر رکھ دیے، اور عرض کیا۔اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ارشاد فرمائیے کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، ماہ رمضان کے روزے رکھو اور استطاعت کی صورت میں حج بیت اللہ ادا کرو۔اس نووارد سائل نے آپ کا جواب سن کر کہا۔آپ نے سچ فرمایا۔ (حضرت عمر فرماتے ہیں) ہم کو اس پر بڑا تعجب ہوا کہ یہ شخص سوال بھی پوچھ رہا ہے اور خود ہی اس کی تصدیق بھی کر رہا ہے۔

اس کے بعد اس اجنبی نے عرض کیا مجھے بتلایئے کہ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے تم اللہ کو اور اس کے فرشتوں، اس کی نازل کردہ کتابوں، اس کے رسولوں اور یومِ آخرت کو حق جانو اور حق مانو، اور ہر خیر وشر کی تقدیر کو بھی حق جانو اور حق مانو (یہ سن کر بھی) اس نے کہا ہے آپ نے سچ فرمایا۔

اس کے بعد اس نے پوچھا! مجھے بتلایئے کہ احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اور اگر تم اس حال کو نہ پاسکو تو اللہ تعالیٰ تو تمہیں یقیناً دیکھ رہا ہے۔ اس شخص نے عرض کیا، مجھے (وقوعِ) قیامت کے بارے میں بتایئے۔ آپ نے فرمایا: اس کے بارے میں جواب دینے والا سوال کرنے والے سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے۔ اس نے کہا تو پھر مجھے قیامت کی کچھ علامات ہی بتا دیجئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جب باندیوں سے ان کی مالکہ (اور آقا) پیدا ہوں۔ اور جب تم دیکھو کہ برہنہ تن، برہنہ پا اور تہی دست چروا ہے بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں (اور ان پر اترانے لگیں، تو سمجھ لو کہ قیامت قریب ہے)۔ (اس استفسار کے بعد) وہ شخص (اجازت لے کر) رخصت ہو گیا۔ میں کچھ دیر وہیں رہا۔ تو حضور نے مجھ سے پوچھا، اے عمر! تمہیں خبر ہے کہ سوال کرنے والا وہ شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ جبرائیل تھے اور تمہاری اس مجلس میں اس لیے آئے تھے کہ تمہیں تمہارا دین سکھا دیں۔ (بخاری، مسلم)

مثالی معلم نرم مزاج، خوش اخلاق اور رقیق القلب ہونا چاہیے۔ آپ ﷺ نے نرم خوئی سے درشت مزاج مشرکین کو زیر کیا، جس کی گواہی قرآن یوں دیتا ہے۔ "اے پیغمبر ﷺ یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کے تم ان لوگوں کے لیے نرم مزاج واقع ہوئے ہو ورنہ اگر کہیں تم تند خو اور سنگدل ہوتے تو یہ سب تمھارے گرد و پیش سے چھٹ جاتے۔" (آل عمران 159)

تعلیم انفرادی تعلق کے بغیر ادھوری ہے، صحابہؓ میں سے ہر فرد ہی سمجھتا کہ آپ ﷺ اس کے بہترین رفیق ہیں۔ مجبور، مظلوم انسانوں کی عزت نفس کی بحالی آپ ﷺ کا کارنامہ ہے، اپنے قریبی افراد کو ان کا نام لے کر مخاطب کرتے مثلاً اے عائشہ، اے ابوذر وغیرہ۔ یہ انداز گفتگو معلم اور شاگرد (صحابہؓ) کے درمیان یقیناً اپنائیت اور تعلق کی بہترین مثال ہے۔ آپ ﷺ صحابہ کے ہمراہ ایسے مفید کھیل کھیلتے جس سے جسم مضبوط اور مجاہدانہ زندگی کی تربیت ہو سکے۔ آپ ﷺ لطائف اور خوش طبعی کے ذریعے بھی تعلیم دیا کرتے تھے۔

ایک معلم ،شاگردوں کے لیے رول ماڈل ہوتا ہے، آپ ﷺ کے قول و فعل میں زبردست ہم آہنگی تھی، آپ ﷺ اخلاق کے بلند ترین درجے پر فائز تھے، عرب میں امین اور صادق کے نام سے پہچانے جاتے تھے، دشمن تک آپ ﷺ کے کردار کی گواہی دیتے تھے، آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں تضاد کہیں نہیں پایا جاتا، الغرض آپ ﷺ کی شخصیت انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔ پیارے نبی ﷺ جن خصوصیات کے حامل تھے دور حاضر میں معلم کو ان صفات سے خود کو مزین کرنا ہوگا تب جہاں میں اجالا ہوگا۔

ایک کامیاب استاذ کے لئے ان طریقوں کو اپنانے کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ وہ خود مختلف خوبیوں اور پاکیزہ سیرت و کردار کے حامل ہوں تاکہ ان کی شخصیت کا پرتو منعکس ہو کر طالب علموں کی زندگی میں انقلاب برپا کر سکے اور ساتھ ہی وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ نرمی اور محبت کا رویہ اپنائے، غلط حرکتوں کے صادر ہونے پر مار پیٹ، گدھا، بیوقوف، گھامڑ، ناہنجار وغیرہ نازیبا کلمات کہنے کے بجائے نرمی اور محبت سے سمجھائے۔ ان کے لایعنی اعتراضات پر مذاق اڑانا اور گہرے اعتراضات پر جھنجھلاہٹ کی کیفیت کا طاری کر لینا سیرت نبوی کے سراسر خلاف ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ سے ایک شخص نے کہا کہ: مجھے زنا کی اجازت دی جائے

اور کارواں بنتا گیا

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن پنجاب

رپورٹ: عمر اقبال ساقی

پنجاب بھر میں رمضان المبارک کو گلشن نبوت کے عنوان سے منایا گیا۔ اسی مناسبت سے سیمینارز افطار پارٹیز اور تربیتی نشستوں کا اہتمام کیا گیا۔ جن میں ایم ایس او پاکستان کے مرکزی اور صوبائی ذمہ داران کے ساتھ ساتھ مقامی ذمہ داران اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے خطاب کیا۔ ذیل میں صوبہ بھر میں ہونے والے سیمینارز اور افطار پارٹیز کی مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے۔

راولپنڈی:

☆ یونٹ سیدنا فاروق اعظمؓ شمس آباد کے زیر اہتمام 21 رمضان المبارک کو سیرت وکردار سیدنا علی المرتضیٰؓ طلبہ سیمینار و دعوت افطار کا اہتمام کیا گیا جس میں برادر سردار مظہر ناظم اعلیٰ ایم ایس او پاکستان نے سیدنا علی المرتضیٰؓ کی سیرت وکردار پر سیر حاصل گفتگو کی، ان کے ہمراہ برادر بلال ربانی ناظم پنجاب، جناب علی محمد خان سابق وفاقی وزیر اور جناب شرجیل میر رہنما انجمن تاجران نے شرکت کی۔

☆ 17 رمضان المبارک کو ضلع راولپنڈی کے زیر اہتمام شب بیداری کا اہتمام کیا گیا جس میں ضلع بھر سے کثیر تعداد میں ذمہ داران وکارکنان نے شرکت کی۔ شب بیداری کے اس پروگرام میں مقامی ذمہ داران کے علاوہ برادر ارسلان کیانی ناظم عمومی ایم ایس او پاکستان اور برادر اسامہ قریشی راہنما ایم ایس او پنجاب نے خصوصی شرکت کی۔

اسلام آباد:

☆ ایم ایس او بارہ کہو زون کے زیر اہتمام سیدہ عائشہ صدیقہؓ سیمینار و افطار پارٹی کا اہتمام کیا گیا جس میں کثیر تعداد میں ذمہ داران و کارکنان نے شرکت کی۔ سیمینار میں برادر سردار مظہر صاحب ناظم اعلیٰ ایم ایس او پاکستان مہمان خصوصی تھے۔

☆ اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے زیرِ اہتمام افطار پارٹی کروائی گئی جس یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس نے بھرپور شرکت کی۔ برادر بلال ربانی ناظم ایم ایس او پنجاب نے خصوصی شرکت کی۔

خانیوال:

☆ یم ایس او میاں چنوں کے زیر اہتمام افطار پارٹی و ماں خدیجۃ الکبریٰ طلبہ سیمینار کا انعقاد کیا گی، جس میں برادر بلال چوہدری ناظم ضلع خانیوال برادر حمزہ فاروقی معاون ناظم ضلع خانیوال برادر عمران فاروق ناظم مالیات ضلع خانیوال نے خصوصی شرکت کی۔ ان کے علاوہ مذہبی وسماجی شخصیات اور مختلف تنظیمات کے ذمہ داران نے بھی شرکت کی۔

☆ مسلم اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن خانیوال کے زیر اہتمام افطار پارٹی و ماں عائشہ صدیقہؓ طلبہ سیمینار کا انعقاد کیا گیا، سیمینار میں برادر حمزہ فاروقی معاون ناظم ضلع خانیوال اور برادر محمد شعیب ناظم تربیتی امور ضلع خانیوال نے خصوصی شرکت کی۔

☆ایم ایس کبیر والا کے زیرِ اہتمام گلشن نبوت طلبہ سیمینار و افطار پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔سیمینار سے ڈاکٹر عمر اقبال ساقی راہنما ایم ایس او پنجاب، جناب برادر حمزہ فاروقی معاون ناظم ضلع خانیوال اور دیگر سیاسی و مذہبی شخصیات نے خصوصی خطاب کیا۔

جھنگ:

☆یونٹ سیدنا عثمان غنی جھنگ صدر کے زیرِ اہتمام سیدہ عائشہ صدیقہ طلبہ سیمینار و افطار پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔سیمینار سے ضلعی ذمہ داران کے علاوہ مولانا زاہد الحسن صاحب مذہبی اسکالر نے خطاب کیا۔

☆یونٹ سیدنا ابوبکر صدیق سٹیلائٹ ٹاون اور یونٹ سیدنا امیر معاویہ روڈو سلطان کے زیرِ اہتمام سیدنا علی المرتضیٰؓ طلبہ سیمینار و افطار پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔سیمینارز سے برادر محمد طلحہ راہنما ایم ایس او پنجاب اور برادر محمد زاہد ناظم ضلع جھنگ نے خطاب کیا۔

فیصل آباد:

☆فیصل آباد میں سیدہ عائشہ صدیقہ طلبہ سیمینار و افطار پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔سیمینار سے برادر محمد طلحہ راہنما ایم ایس او پنجاب اور ضلعی ذمہ داران نے خطاب کیا۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ:

☆ایم ایس اوٹوبہ ٹیک سنگھ کے زیرِ اہتمام گلشن نبوت طلبہ سیمینار و افطار پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔سیمینار سے برادر بلال ربانی ناظم ایم ایس او پنجاب اور ضلعی ذمہ داران نے خطاب کیا۔

لاہور:

☆18 رمضان المبارک کو ضلع لاہور کے زیر اہتمام اپنے ذمہ داران کے لئے شب بیداری کا اہتمام کیا گیا جس میں ضلع بھر سے کثیر تعداد میں ذمہ داران و کارکنان نے شرکت کی۔شب بیداری کے اس پروگرام میں مقامی ذمہ داران کے علاوہ برادر عمیر مکی ناظم مالیات ایم ایس او پنجاب نے خصوصی شرکت کی۔

مری:

☆ایم ایس او مری کے زیرِ اہتمام گلشن نبوت طلبہ سیمینار و افطار پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔سیمینار سے برادر بلال ربانی صاحب ناظم ایم ایس او پنجاب اور ضلعی ذمہ داران نے خطاب کیا۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے پی کے

رپورٹ: عدیل ظفیر

ھری پور:

☆ 11 مارچ بروز ہفتہ ایم ایس او ہری پور کی مختلف یونٹوں کا دورہ صوبائی ناظم اطلاعات برادر عدیل ظفیر نے کیا۔ ٹی آئی پی یونٹ میں تربیتی نشست بعنوان ''استقبال رمضان'' کے حوالے سے نشست منعقد کی گئی، جس میں صوبائی ناظم اطلاعات عدیل ظفیر اور صوبائی ناظم عمومی محبوب الحق نے شرکت کی۔

☆ 21 مارچ رات کو ایم ایس او یونیورسٹی آف ہری پور کے زیر اہتمام ''تفریحی نائٹ'' کے عنوان سے پروگرام رکھا گیا، جس میں نوجوانوں نے بیت بازی، پنجہ آزمائی، نیزہ بازی اور مختلف فنون میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ اس میں مرکزی ناظم اعلی سردار مظہر ڈاکٹر اعزاز الحق عباسی اور حنیف خان نے شرکت کی۔

☆ایم ایس او ہری پور کے زیر اہتمام ماہ صیام کے بابرکت دنوں میں شاہ مقصود انٹرچینج پر پورا مہینہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی عنہم اور مختلف شخصیات کے نام سے موسوم کر کے افطاری کا انتظام کیا جاتا رہا ہے۔جس میں روزانہ مسافروں کی بڑی تعداد شرکت کرتی رہی ہے۔

ایبٹ آباد:

☆ 12 مارچ بروز اتوار کو صوبائی ناظم اطلاعات برادر عدیل ظفیر نے ایم ایس او ایبٹ آباد کے زیر اہتمام منعقدہ تربیتی نشست بعنوان ''استقبال

رمضان‘‘ میں شرکت کی۔ اور مختلف یونٹوں کا دورہ بھی کیا۔

ڈیرہ اسماعیل خان، کوہاٹ:

☆ناظم عمومی ایم ایس او خیبر پختونخواہ اور ناظم مالیات برادر کاشف خان جدون نے ڈیرہ اسماعیل خان اور کوہاٹ کا دورہ کیا، جس میں مختلف کالجوں کی یونٹوں میں طلباء سے ملاقات کی اور نئی یونٹوں کا قیام بھی عمل میں لایا۔

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن سندھ

رپورٹ: حسن عتیق

مسلم سٹوڈنٹس آرگنائزیشن صوبہ سندھ میں رمضان المبارک کے ماہ میں گلشن نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے مختلف پروگرام منعقد کئے گئے۔

نوشہروفیروز:

☆13 رمضان المبارک کو سٹی یونٹ نوشہروفیروز کے زیراہتمام ماں بیٹی کے عنوان سے تربیتی نشست اور دعوت افطار کا اہتمام کیا گیا جس میں ناظم سندھ برادر عمر فاروق عباسی، ناظم ضلع نوشہروفیروز برادر عبدالرحمن محمدی، نے بیان کیا 100 سے زائد کارکنان اور ذمہ داران نے شرکت کی۔

☆15 رمضان المبارک کو سٹی بھریا روڈ یونٹ سیدنا عثمان غنیؓ کے زیراہتمام طلبہ سیمنار ودعوت افطار کا اہتمام کیا گیا، ناظم سندھ برادر عمر فاروق عباسی اور ناظم ضلع نوشہروفیروز برادر عبدالرحمان محمدی، اور مذہبی وسماجی شخصیات نے شرکت کی۔

☆19 رمضان المبارک سٹی مٹھیانی یونٹ سیدنا زید بن ثابتؓ کے زیراہتمام گلشن نبوت ﷺ کے عنوان سے نشست اور دعوت افطار کا اہتمام کیا گیا جس میں برادر عمر فاروق عباسی ناظم سندھ، برادر عبدالرحمان ناظم ضلع اور مقامی عالم دین مولانا شاھد صاحب نے شرکت کی۔

☆21 رمضان المبارک سٹی ٹھاروشاہ یونٹ سیدنا حسنین کریمینؓ کے زیراہتمام طلباء سیمینار بعنوان سیرت وکردار سیدنا حیدر کرارؓ ودعوت افطار کا اہتمام کیا گیا جس میں ناظم سندھ ایڈوکیٹ برادر عمر فاروق عباسی اور ناظم ضلع برادر عبدالرحمن محمدی اور مقامی عالم دین مولانا سربلند صاحب نے شرکت کی۔

کراچی ڈویژن:

☆18 رمضان المبارک بروز اتوار سہ پہر 3 بجے کراچی پریس کلب کے کانفرنس ہال میں عفت امی عائشہؓ اور گفتار حیدر کرارؓ کے عنوان سے طلبہ سیمنار کا انعقاد کیا گیا، جس میں Mso کے سابق ناظم اعلی برادر محسن خان عباسی، معروف مذھبی سکالر مفتی ابومحمد اور صحافی حضرات نے بطور مہمان شرکت کی اور عنوان پر گفتگو کی۔

☆ضلع ویسٹ یونٹ فاروق اعظمؓ کے زیراہتمام 13 رمضان المبارک کو آثار فتح مکہ وفضیلت حسنین کریمین کا انعقاد ہوا، جس میں سابق ناظم عمومی کراچی برادر اسحاق اور معروف شخصیت مولانا خادم حسین نے شرکت کی، سیمنار میں ضلع ویسٹ کے ذمہ داران وکارکنان نے بھرپور شرکت کی۔

☆ضلع کیماڑی یونٹ سیدنا عبداللہؓ بن مسعود 17 رمضان المبارک کو عفت امی عائشہؓ طلبہ سیمنار وافطار ڈنر کا انعقاد کیا گیا، جس میں سابق صوبائی رہنماء مفتی عبدالرازق، سابق رہنماء برادر عبدالصمد اور مرکزی معاون ناظم عمومی برادر عنایت اللہ فاروقی نے اظہار خیال کیا، اس موقعہ پر کالج، یونیورسٹیز اور مدارس کے طلبہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

☆ضلع کورنگی یونٹ سیدنا حسنین کریمینؓ کے زیراہتمام 27 رمضان المبارک کو آثار نزول قرآن ومقصد حصول پاکستان کے عنوان سے سیمنار ودعوت افطار ڈنر کا اہتمام کیا گیا جس میں سابق صوبائی ذمہ دار برادر فیضان شہزاد، سابق ناظم کراچی برادر اشتیاق، رہنماء کراچی ڈویژن برادر اسحاق اور انعام الحق استوری نے بطور مہمان شرکت کی جبکہ مدراس اور کالج ویونیورسٹیز کے طلبہ نے شرکت کی۔

پنوعاقل:

☆21 رمضان المبارک عفت امی عائشہؓ وگفتار حیدر کرارؓ کے عنوان سے سیمنار اور دعوت افطار کا اہتمام کیا گیا جس میں ایم ایس او کے ذمہ داران وکارکنان نے بھرپور شرکت کی، جبکہ 24 اپریل کو پنوعاقل میں عیدملن پارٹی کا اہتمام کیا گیا جس میں بھی کارکنان نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ۞۞۞